عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

# ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۱ | ۱۶ تا ۲۲ ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ مطابق ۹ تا ۱۵ مارچ ۲۰۱۲ء | شمارہ: ۱۰


## ہندو مذہب، مہابھارت اور گیتا کی حقیقت

# اسلامی تہذیب و اقدار کی پامالی

## نبوت کسی تدریجی مراحل سے گزرنے کا نام نہیں


Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

## خلع کی جائز صورت

محمد اشفاق، کراچی

کیا فرماتے ہیں علماء کرام مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

س:...... ایک لڑکی کا نکاح اس کے والد نے کردیا۔ رخصتی ہونا باقی تھی، مگر مختلف وجوہ کی بنا پر رخصتی نہ ہوسکی۔ معاملہ بہت طویل ہوتا چلا گیا، لڑکی کا والد اس مقدمے کو عدالت میں لے گیا اور عدالت نے خلع کا فیصلہ سنادیا، ایک دارالافتاء سے فتویٰ لیا گیا جس میں درج ہے کہ عورت دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے (یہ فتویٰ اور عدالت کا فیصلہ اس استفتاء کے ساتھ منسلک ہیں)۔ اب لڑکی کی دوسری جگہ شادی کردی گئی جبکہ پہلے لڑکے کے گھر والے اور گاؤں کے کچھ دوسرے لوگ اور گاؤں کی مسجد کے امام صاحب یہ کہتے ہیں کہ یہ عدالت کی طرف سے دیا ہوا فیصلہ شریعت میں معتبر نہیں ہوتا۔ شادی کے دن امام صاحب نے فرمایا کہ اس شادی میں جو لوگ شریک ہوں گے ان سب کے نکاح ٹوٹ جائیں گے، کیونکہ یہ ایک نکاح کے اوپر دوسرا نکاح کیا جارہا ہے۔ دوسری مسجد کے امام صاحب کو بلایا گیا، انہوں نے نکاح پڑھایا تو یہ کہا کہ اس مولوی کے پیچھے اب نماز پڑھنا جائز نہیں۔ گاؤں کے کچھ لوگوں نے لڑکی کے گھر والوں سے مکمل بائیکاٹ کیا ہوا ہے، اگرچہ سب گاؤں والے آپس میں رشتہ دار ہیں اور کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ عدالت کے فیصلہ پر خاوند کے دستخط نہیں ہیں جبکہ منسلکہ فیصلہ پر دستخط موجود ہیں اور فیصلہ کے وقت عدالت میں موجود تمام افراد گواہی دیتے ہیں کہ شوہر نے دستخط کئے تھے اور لڑکی کو اب بھی یاد ہے کہ وہ سفید رنگ کا قلم تھا، جو عدالت نے لڑکے کو دیا تھا اور اس نے دستخط کئے تھے۔ آپ مندرجہ ذیل امور کی وضاحت احکام شرعیہ کی روشنی میں فرمادیں:

ا:... کیا منسلکہ فتویٰ بالکل ٹھیک لکھا گیا ہے؟

۲:... کیا طلاق کے مسئلہ میں عدالت کا فیصلہ شریعت میں معتبر ہوتا ہے یا نہیں؟

۳:... عدالت کا منسلکہ فیصلہ شریعت میں معتبر ہے یا نہیں؟

۴:... کیا عورت کی دوسری جگہ کی گئی شادی شریعت کی رو سے ٹھیک ہے؟

۵:... عورت کے گھر والوں کا جو بائیکاٹ کیا گیا ہے اور جو کہا گیا ہے کہ شادی میں شرکت کرنے والوں کے نکاح ٹوٹ گئے اور شادی میں شرکت کرنے والوں کا بھی بائیکاٹ کیا جائے اور نکاح پڑھانے والے مولوی صاحب کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ شریعت میں ان سب باتوں کی کیا حیثیت ہے؟

ج:...... (۱) منسلکہ فتویٰ درست ہے۔

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

(۲) اگر شوہر شریفانہ طور پر گھر آباد کرنے پر راضی نہ ہو اور نہ ہی بیوی کو طلاق یا خلع دینے پر آمادہ ہو بلکہ اس کا مقصد محض پریشان کرنا ہے تو ایسی صورت حال میں بلاشبہ عدالت سے رجوع کرنا صحیح ہے، عدالت شوہر کو بلاکر حکم دے گی کہ یا تو وہ عورت کے حقوق ادا کرے یا طلاق، خلع وغیرہ دینے پر آمادہ ہوجائے، اگر شوہر ان میں سے کسی صورت پر راضی نہ ہو تو عدالت اپنے طور پر تنسیخ نکاح کا فیصلہ کرسکتی ہے اور اس کا فیصلہ شرعاً معتبر ہوگا۔

(۳) آپ نے جو تفصیل لکھی ہے اگر وہ درست ہے تو اس میں عدالت کا فیصلہ صحیح ہے اور لڑکی شرعی طور پر آزاد ہے اور اس کو دوسری جگہ نکاح کرنے کا حق حاصل ہے۔

(۴) صورت مسئولہ میں عورت کی دوسری جگہ ہونے والی شادی شرعاً درست ہے۔

(۵) یہ سب باتیں بے بنیاد ہیں، ان باتوں کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں اور نہ ہی ان باتوں کی وجہ سے لڑکی کے والدین کا بائیکاٹ کرنا جائز ہے، مذکورہ امام کی اقتدا میں نماز پڑھنا بلاشک و شبہ جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

☆☆......☆☆

# ہفت روزہ ختم نبوت


مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد


جلد:۳۱ — ۱۶ تا ۲۲ ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ مطابق ۸ تا ۱۵ مارچ ۲۰۱۲ء — شمارہ:۱۰


## سرپرست
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

## مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

## نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

## مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

## معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

## قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

## سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

## تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان


## اس شمارے میں!


| | | |
|---|---|---|
| امریکی فوجیوں کی قرآن دشمنی! | ۳ | محمد اعجاز مصطفیٰ |
| اسلامی تہذیب واقدار کی پامالی | ۷ | " " " |
| نبوت دل پر اترتی ہے یا دماغ پر؟ (۳) | ۱۲ | علامہ ڈاکٹر خالد محمود |
| ہندو مذہب، مہابھارت اور گیتا کی حقیقت | ۱۵ | ڈاکٹر مولانا ساجد الرحمٰن |
| روگی رسم اذاں، روح بلالی نہ رہی (۲) | ۱۹ | مولانا خلیل الرحمٰن راشدی |
| خبروں پر ایک نظر | ۲۳ | ادارہ |


## بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ


## زر تعاون بیرون ملک
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا:۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ:۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک:۶۵ ڈالر

## زر تعاون اندرون ملک
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی:۲۲۵ روپے، سالانہ:۴۵۰ روپے
چیک-ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ:0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔



رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون:۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس:۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون:۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199


ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

# امریکی فوجیوں کی قرآن دشمنی!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل اہل کتاب، مشرکین سے کہا کرتے تھے کہ نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوں گے، ہم ان پر ایمان لائیں گے اور ان کے ساتھ مل کر تمہارے خلاف لڑیں گے، لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ان لوگوں نے پہچاننے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے انکار کر دیا، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

”وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِندِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُم مَّا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَافِرِينَ.“ (البقرہ:۸۹)

ترجمہ: ”اور جب پہنچی ان کے پاس کتاب اللہ کی طرف سے جو سچا بتاتی ہے اس کتاب کو جو ان کے پاس ہے اور پہلے سے فتح مانگتے تھے کافروں پر پھر جب پہنچا ان کو جس کو پہچان رکھا تھا تو اس سے منکر ہو گئے، سو لعنت ہے اللہ کی منکروں پر۔“

اہل کتاب کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لانا محض ضد اور عناد کی بنا پر تھا، بلکہ ان کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمانوں کو مرتد کر کے انہیں کفر اختیار کرنے پر مجبور کر دیں، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ.“ (البقرہ:۱۰۹)

ترجمہ: ”دل چاہتا ہے بہت سے اہل کتاب کا کہ کسی طرح تم کو پھیر کر مسلمان ہوئے پیچھے کافر بنا دیں بسبب اپنے دلی حسد کے بعد اس کے ظاہر ہو چکا ان پر حق۔“

اہل کتاب کی جب خفیہ اور ظاہری تمام تدبیریں ناکام ہو گئیں نہ وہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ روک سکے اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو اسلام سے برگشتہ کر سکے تو پھر نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کے دشمن ہو گئے۔ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر دیوار گرانے کی کوشش کی اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر دینے کی سازش کی۔

انہی کی روحانی ذریت چند سالوں سے اسلام، پیغمبر اسلام اور امت مسلمہ کے خلاف اپنے آباؤ اجداد کے پرانے ہتھکنڈوں کو دوبارہ دہرانے کی کوشش کر رہی ہے۔ کبھی گوانتاناموبے جیل میں مسلمان قیدیوں کو ننگا کر کے انہیں اپنی درندگی کا نشانہ بناتے ہیں، کبھی ان کے منہ میں پیشاب کرتے ہیں، کبھی ان قیدیوں کے

سامنے قرآنی اوراق کو گٹر میں بہاتے ہیں، کبھی قرآن کریم کے اوراق پھیلا کر مسلمان قیدیوں کو ان پر چلنے کے لئے مجبور کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ ان کے پادری اپنے گرجاؤں میں قرآن کریم جلا کر اپنے دلی بغض کا اظہار کرتے ہیں اور کبھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاکے بنا کر مسلمانوں کے دلوں کو چھلنی کرتے ہیں۔ اب نوبت بایں جا رسید کہ امن کے نام پر افغانستان میں آنے والی نیٹو افواج افغان قوم کے بڑوں، بوڑھوں، بزرگوں، نوجوانوں، ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کو قتل، اپاہج اور جسمانی اعضاء سے محروم کرنے کے بعد اپنی شکست یقینی دیکھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ آخری کتاب کو جلا کر دنیا بھر کے مسلمانوں کی غیرت ایمانی کو چیلنج کر رہے ہیں، اس خبر کی تفصیلات ملاحظہ ہوں:

”پشاور/کابل (بیورو رپورٹ/خبر ایجنسیاں) افغانستان میں بگرام ایئر بیس پر امریکی فوجیوں نے قرآن پاک کے ۱۰۰ سے زائد نسخے گاڑی سمیت جلا دیے، جس پر ہزاروں شہریوں نے امریکی اڈے کا گھیراؤ کر لیا اور وہاں دھاوا بولنے کی کوشش کی، جس پر امریکی فوجیوں سے ان کی جھڑپیں شروع ہو گئیں۔ دارالحکومت کابل سمیت دیگر شہروں میں بھی عوام احتجاجاً سڑکوں پر نکل آئے اور امریکی فوج کے خلاف نعرے بازی کی۔ صورتحال سے نمٹنے کے لئے وزارت دفاع نے پورے ملک میں ہائی الرٹ کر دیا ہے، جب کہ مغربی حکام نے غیر ملکیوں کو خبردار کرتے ہوئے اپنے گھروں تک محدود رہنے کی تاکید کر دی۔ سانحے کی اطلاع ملتے ہی نیٹو کے امریکی کمانڈر جنرل جان ایلن نے عوام کا غم و غصہ ٹھنڈا کرنے کے لئے معافی مانگ لی اور تحقیقات کا وعدہ کیا ہے۔..... تفصیلات کے مطابق افغان دارالحکومت کابل کے شمال میں صوبہ پروان کے ضلع بگرام میں واقع ایئر بیس کے داخلی راستے پر گزشتہ شب امریکی فوجیوں نے ایک گاڑی کو آگ لگا دی، جس میں قرآن مجید کے ۱۰۰ سے زائد نسخے اور دیگر اسلامی کتب موجود تھیں۔ اس کی اطلاع جیسے ہی اڈے پر کام کرنے والے افغان اہلکاروں تک پہنچی تو انہوں نے اس پر احتجاج شروع کر دیا، جس کی خبر باہر شہریوں تک بھی جا پہنچی۔ اس پر ہزاروں مشتعل شہری سڑکوں پر نکل آئے اور بگرام ایئر بیس کی طرف مارچ شروع کر دیا، تاہم امریکی فوج نے ایئر بیس کے داخلی راستے کنٹینرز رکھ کر بند کر دیے۔ مظاہرین نے ہوائی فائرنگ کرتے ہوئے ایئر بیس میں داخلے کی کوشش کی۔ وہ امریکا مردہ باد، غیر ملکی مردہ باد کے نعرے لگا رہے تھے۔ مظاہرین نے ضلعی حکومت کی عمارت کو بھی بند کرا دیا، بیس میں موجود امریکی فوجیوں نے مظاہرین پر ربڑ کی گولیاں چلائیں، جس پر انہوں نے جوابی پتھراؤ کیا اور پیٹرول بم پھینکے۔ نوجوان غلیلوں کی مدد سے بھی امریکی فوجیوں کو نشانہ بنانے کی کوشش کرتے رہے۔ امریکی فوجیوں کی فائرنگ سے ۱۲ مظاہرین زخمی ہو گئے۔ صورتحال سے نمٹنے کے لئے موقع پر افغان فوجیوں اور پولیس کو تعینات کر دیا گیا اور امریکی فوجی غائب ہو گئے۔ مظاہرین کا کہنا تھا کہ وہ قرآن مجید کی بے حرمتی برداشت نہیں کر سکتے، اس لئے ملوث امریکی فوجیوں کو پھانسی دی جائے۔..... افغانستان میں نیٹو افواج کے امریکی کمانڈر جنرل جان ایلن نے واقعہ پر افغان عوام اور صدر حامد کرزئی سے اظہار افسوس کرتے ہوئے معافی مانگی ہے اور کہا کہ اس حوالے سے تحقیقات جاری ہیں.....“

(روزنامہ امت کراچی، ۲۲ فروری ۲۰۱۲ء)

اس واقعہ پر دنیا بھر کی امت مسلمہ میں غم و غصہ کا اظہار اور نیٹو افواج کے خلاف مظاہرے شروع ہو گئے ہیں، پاکستان میں بھی دینی، مذہبی، سیاسی جماعتوں کے علاوہ وکلاء برادری نے بھی اس کی مذمت کی اور احتجاجاً عدالتوں کا بائیکاٹ کیا۔ مزید تفصیلات اس خبر میں ملاحظہ ہوں:

”لاہور، اسلام آباد (نمائندگان ایکسپریس) افغانستان میں بگرام ایئر بیس پر امریکی فوجیوں کی جانب سے قرآن پاک کی بے حرمتی پر مختلف مذہبی و سیاسی جماعتوں نے شدید ردعمل ظاہر کیا ہے۔ تحریک حرمت رسول پاکستان کے کنوینر امیر حمزہ، امیر تنظیم اسلامی

عاکف سعید، امیر جماعت اہلحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی، جماعت اسلامی کے راہنما فرید پراچہ، جمعیت علماء پاکستان کے ڈپٹی سیکریٹری جنرل قاری زوار بہادر، جمعیت علماء اسلام (ف) کے مرکزی سیکریٹری اطلاعات امجد خان، رکن اسلامی نظریاتی کونسل آزاد کشمیر شفیع جوش، سیف الدین سیف، قاری یوسف احرار، حسنین صدیقی، عاصم مخدوم جماعت الدعوۃ شعبہ اور سیاسی امور کے سربراہ حافظ عبدالرحمن مکی نے اپنے بیانات میں کہا کہ امریکی جان بوجھ کر قرآن پاک کی بے حرمتی جیسی گستاخانہ حرکتیں کررہے ہیں، حکمران کافروں کے اتحاد سے باہر نکلیں، امریکا سے اڈے واپس لیں اور اس کا بائیکاٹ کریں جبکہ مسلم حکمرانوں کا سربراہی اجلاس بلایا جائے۔ انہوں نے کہا کہ حکمران قرآن کریم کی حرمت کے مقدس مسئلہ پر بیرونی دباؤ قبول کرنے کی بجائے مسلمانان پاکستان کے جذبات کی ترجمانی کریں۔ مجلس وحدت مسلمین کے مرکزی ڈپٹی سیکریٹری جنرل امین شہیدی نے واقعے کی شدید مذمت کرتے ہوئے اسے مکروہ ترین فعل اور ناقابل معافی جرم قرار دیا ہے۔ نیٹو افواج کے سربراہ امریکی جنرل جان ایلن کی معافی کافی نہیں، مسئلے کا واحد حل یہ ہے کہ نیٹو فوج افغانستان سے فوری نکل جائے تاکہ افغان عوام اپنی مرضی کی حکومت قائم کرسکیں۔''

(روزنامہ ایکسپریس کراچی، ۲۳؍فروری ۲۰۱۲ء)

ہم اپنی پاکستانی حکومت اور ارباب اقتدار سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ پارلیمنٹ میں اس واقعہ کے خلاف قرارداد پیش کی جائے اور اقوام متحدہ سے یہ مطالبہ کیا جائے کہ جو اہلکار اس واقعہ میں ملوث ہیں ان کو شریعت اسلامی کے مطابق سزا دی جائے۔ جیسا کہ ریمنڈ ڈیوس کیس میں اسلامی شریعت کا سہارا لے کر ان کو چھڑانے کی کارروائی کی گئی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ اسلامی ممالک سے مطالبہ ہے کہ اس واقعہ میں جن ممالک کے فوجی اہلکار ملوث ہیں ان سے سفارتی و تجارتی تعلقات احتجاجاً ختم کیے جائیں۔

## سیّد انوار الحسن صاحب کے والد بزرگوار کی رحلت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے اکاؤنٹنٹ اور ہمارے مخلص ساتھی سیّد انوار الحسن صاحب کے والد گرامی محترم سیّد ریاض الحسن ۲۵؍فروری ۲۰۱۲ء بروز ہفتہ قضائے الٰہی سے انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جناب سیّد صاحب شریف الطبع، کم گو، ملنسار، متواضع اور منکسر المزاج جیسی صفات سے متصف تھے، اللہ جل شانہ نے نیک اور فرمانبردار اولاد سے نوازا۔ تقریباً اسی سال کی طویل عمر پائی۔ آپ کئی روز سے بیمار تھے، نقاہت اور کمزوری اس پر مستزاد تھی، بروز ہفتہ صبح ناشتہ کے بعد اچانک طبیعت زیادہ خراب ہوگئی۔ دراصل وقت موعود آن پہنچا۔ لہٰذا اپنے تین بیٹوں، دو بیٹیوں، اہلیہ اور دیگر اعزہ و اقربا کو سوگوار چھوڑ کر اپنے خالق و مالک کے حکم کی تعمیل میں عالم آخرت کی طرف چل دیئے۔ اللہ جل شانہ ان کی کامل مغفرت فرمائے، ان کی قبر کو جنت کے باغوں میں سے باغ بنائے، آخرت کی منزلیں آسان فرماکر جنت الفردوس نصیب فرمائے۔ آمین۔

مرحوم کی نماز جنازہ آمنہ مسجد پیراڈائز ہومز گلشن اقبال میں مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ صاحب نے پڑھائی، جس میں علمائے کرام، طلبا، اہل محلہ اور عزیز و اقارب کے علاوہ کارکنانِ ختم نبوت کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ قارئین ختم نبوت سے درخواست ہے کہ سیّد انوار الحسن صاحب کے والد ماجد کو اپنی دعاؤں میں ضرور یاد فرمائیں۔ جن دوست و احباب نے فون کرکے یا گھر میں تشریف لاکر اظہار تعزیت کیا ہے۔ ان تمام دوستوں کا بہت بہت شکریہ۔ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو بہت ہی جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

### راہنمایانِ قوم کے ہاتھوں

# اسلامی تہذیب واقدار کی پامالی

محمد اعجاز مصطفیٰ

عام معاشرے میں دینی ماحول کا فقدان، اسکولوں اور کالجوں میں دینی تربیت سے بے اعتنائی مخلوط تعلیم کی وبا، لڑکوں اور لڑکیوں کا اختلاط، زیب و زینت کرکے تفریح گاہوں کی سیر، ٹی وی اور نیٹ کے روح فرسا مناظر کارات دن مشغلہ، قدم قدم پر عریاں مناظر اور حیا سوز مظاہرہ یہ سب جدید تہذیب کی برکات اور مخلوط تعلیم کے ثمرات ہیں۔

جدید تہذیب کی انہیں ''برکات'' اور مخلوط تعلیم کے انہیں ''ثمرات'' سے فیض یاب ہوکر راہنمایانِ قوم وطن عزیز میں اسلامی اقدار کو کس طرح مٹار ہے ہیں؟ اور اسلامی شعائر کی حرمت وناموس کو کس طرح پامال کررہے ہیں؟ اس کا اندازہ اس خبر سے کیا جاسکتا ہے کہ لاہور میں ایک پرائیویٹ کالج کے میوزیکل کنسرٹ میں پاکستان کے مستقبل کے معماران کی ایک مخلوط ثقافتی تقریب منعقد ہوئی اور تقریب میں بھگدڑ کے نتیجے میں تین طالبات زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھیں اور کئی طالبات زخمی ہوگئیں۔

جدید نسل کی اس بے حیائی پر مشتمل واقعہ میں جو بے ہودگی ہوئی، جس طرح طالبات کی بے حرمتی کی گئی اور اس کے نتیجہ میں طالبات کی ہلاکت نے سلیم الفطرت اور باحیا مسلمانوں کے سر شرم سے جھکا دیئے، اس لئے کہ کہنے کو ہم مسلمان ہیں، لیکن ہمارے یہ اعمال اور ہمارا یہ کردار کافروں اور دہریوں سے بھی بدتر ہے۔

اسلام عفت، حیا اور پاکدامنی کا درس دیتا ہے۔ اسلام بے غیرتی اور بے حیائی کو ناپسند کرتا ہے، اسی بناء پر اسلام مردوزن کے اختلاط کو ہر سطح اور ہر موقع پر سختی سے منع کرتا ہے، چاہے وہ گھر ہو یا بازار، چاہے اسکول، کالج، یونیورسٹی ہو یا کوئی دینی یا دنیوی اجتماع۔

یہ کیسے مسلمان ہیں جو اپنی سادہ لوح مسلمان بہنوں، بیٹیوں اور اولادوں کو ناچ گانے اور ڈانس پارٹیوں میں ناچنے اور تھرکنے پر مجبور کرتے ہیں؟ اور انہیں ان مجالس اور پارٹیوں کے لئے دعوت گناہ دیتے ہیں؟ اسی کا شاخسانہ ہے کہ ایک تعلیمی ادارہ کے تین طلبا اور تین طالبات اپنے اسکول سے بھاگ کر پشاور کے ایک ہوٹل میں کئی دن گزار کر عدالت کے ذریعہ اپنے گھروں کو واپس ہوئے۔ کیا کہا جائے کہ ان طلباو طالبات نے یہ ''راہ'' اور یہ ''کردار'' کہاں سے سیکھا؟

اس بے حیائی پر کڑھتے ہوئے پنجاب اسمبلی میں ایک معزز رکن اسمبلی محترمہ سیمل کامران صاحبہ نے تعلیمی اداروں میں ایسی فحش، نازیبا اور حیا سوز تقریبات منعقد کرنے پر پابندی عائد کرنے کے لئے درج ذیل قرارداد پیش کی:

''لاہور (ثنا نیوز / امت نیوز) پنجاب اسمبلی نے سرکاری وغیر سرکاری تعلیمی اداروں میں میوزیکل کنسرٹ پر فی الفور پابندی عائد کرنے کی قرارداد متفقہ طور پر منظور کرلی، جس میں یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ پنجاب کے تمام سرکاری و غیر سرکاری تعلیمی اداروں میں قابل اعتراض میوزیکل کنسرٹس پر پابندی عائد کی جائے۔ مسلم لیگ (ق) کی رکن سیمل کامران نے قرارداد پیش کی کہ ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر کے تمام سرکاری وغیر سرکاری تعلیمی اداروں میں میوزیکل کنسرٹس پر فی الفور پابندی لگائی جائے۔ واضح رہے کہ گزشتہ دنوں ایک نجی تعلیمی ادارے کے میوزیکل شو میں بھگدڑ مچ جانے کے باعث تین طالبات ہلاک ہوگئی تھیں۔ صوبائی وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان نے قرارداد پر بحث کرتے ہوئے کہا کہ نجی تعلیمی ادارے کے میوزیکل شو میں بھگدڑ مچ جانے سے تین طالبات کی ہلاکت کی میڈیا نے کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہونے دی۔ اس کے بعد قرارداد متفقہ طور پر منظور کرلی گئی، تاہم قرارداد کی منظوری کے بعد ایک مخصوص ٹی وی چینل نے اس کے خلاف فوری طور پر مہم شروع کردی اور ناچ گانے کے پروگراموں کو تعلیمی اداروں میں تفریح کے لئے ضروری قرار دے دیا۔ ٹی وی کی اس مہم کے بعد پنجاب حکومت نے بھی اسمبلی میں متفقہ طور پر منظور قرارداد سے لاتعلقی ظاہر کردی، حالانکہ (ن) لیگ کے تمام ارکان بشمول صوبائی وزیر قانون نے اسمبلی میں اس کی حمایت کی تھی اور عوامی سطح پر بھی اسے سراہا گیا تھا، کیوں کہ تعلیمی اداروں میں میوزیکل شوز کے بڑھتے ہوئے رجحان سے طلباء وطالبات کے اخلاق پر برے اثرات مرتب ہورہے ہیں اور راولپنڈی میں میٹرک کی تین طالبات اور تین طلباء کے بھاگ کر

پشاور جانے کا واقعہ بھی پیش آ چکا ہے، تاہم ایک مخصوص ٹی وی کی مہم سے متاثر پنجاب حکومت کے ترجمان نے اسمبلی قرارداد سے لاتعلقی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حکومت صوبے میں ہر قسم کی ثقافتی سرگرمیوں کی حمایت کرے گی۔“

(روزنامہ امت، کراچی، ۲۵؍جنوری ۲۰۱۲ء)

اسکولوں اور کالجوں میں میوزیکل پروگرام پر پابندی سے متعلق پنجاب اسمبلی میں منظور کی جانے والی اس قرارداد کا جہاں علمائے کرام نے خیر مقدم کیا، وہاں ان اسکولوں اور کالجوں میں زیر تعلیم طلباو طالبات کے والدین نے بھی اس پر خوشی کا اظہار کیا۔

کتنے افسوس کی بات ہے کہ اس قرارداد کی محرک محترمہ سیمل کامران صاحبہ جن کا تعلق اقلیتوں سے ہے، وہ تو یہ کہتی ہیں کہ ناچ گانا کوئی فن وثقافت نہیں، اور اس قرارداد پر مجھے فخر ہے، لیکن ماشاء اللہ! ”مسلم“ لیگ (ن) اور پی پی کے ”مسلمان“ اراکین اسمبلی اس قرارداد کے منظور ہونے پر ”شرمندہ“ اور اس ”ملامت“ کو اپنے سر سے اتارنے کے لئے سرگرداں اور پریشان نظر آتے ہیں۔

لیجئے! میوزیکل کنسرٹ پر پابندی کی اس قرارداد کو منظور ہوئے ابھی دو دن نہ گزرنے پائے تھے کہ پنجاب اسمبلی میں (ن) لیگ اور پی پی اراکان نے یکجہتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ مؤقف اختیار کیا کہ تعلیمی اداروں میں ثقافتی سرگرمیوں کی اجازت ہونی چاہئے اور اسمبلی میں منظور کردہ قرارداد کے برعکس دوسری قرارداد لائی گئی کہ:

”لاہور (ایجنسیاں) پنجاب اسمبلی کے اجلاس میں حکومتی اور اپوزیشن اراکین نے سرکاری و غیر سرکاری تعلیمی اداروں میں قابل اعتراض میوزیکل کنسرٹ پر پابندی کی قرارداد پر یوٹرن لے لیا ہے۔ دو روز پہلے متفقہ طور پر منظور کردہ اپنی ہی قرارداد کے خلاف قرارداد منظور کرلی، جس میں سرکاری اور نجی تعلیمی اداروں میں غیر نصابی سرگرمیوں، ثقافتی، ملی اور ادبی پروگراموں پر کسی بھی قسم کی پابندی نہ ہونے کی بات کی گئی ہے۔ قرارداد کثرت رائے سے منظور کی گئی۔ (ن) لیگ کے رکن مولانا الیاس احمد چنیوٹی اور عبدالوحید چوہدری نے قرارداد پر تنقید کی، جب کہ شیخ علاء الدین اپنی قرارداد ایجنڈے پر نہ آنے پر ایوان سے واک آؤٹ کر گئے۔ ان کی اسپیکر سے تلخ کلامی بھی ہوئی۔ جمعرات کو پنجاب اسمبلی کے اجلاس میں قائد حزب اختلاف راجہ ریاض احمد نے قرارداد پیش کی، جس میں کہا گیا ہے کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ سرکاری وغیر سرکاری تعلیمی اداروں میں غیر نصابی سرگرمیوں، ثقافتی، ملی اور ادبی پروگراموں پر کسی بھی قسم کی پابندی نہیں ہونی چاہئے۔ جس پر (ن) لیگ کے رکن اسمبلی الیاس احمد چنیوٹی نے کہا کہ ثقافتی پروگراموں کی آڑ میں کسی کو بے حیائی کی اجازت نہیں دی جاسکتی اور قرآن میں یہ کہا گیا ہے کہ گانا گانے والا اور گانا سننے والا دونوں جہنمی ہوں گے۔ قرارداد کی منظوری سے پہلے یہ بتایا جائے کہ قرارداد میں جس ثقافت کا ذکر کیا گیا ہے، وہ کون سی ثقافت ہے؟ عبدالوحید چوہدری نے کہا کہ خدارا ثقافت کے نام پر اسلام کی توہین اور بے حیائی کی اجازت نہ دی جائے۔ مولانا الیاس چنیوٹی صوبائی وزیر قانون کے پاس بھی گئے اور ان سے اس حوالے سے کوئی بات کی، جس کے بعد وہ ایوان سے باہر چلے گئے اور رانا ثناء اللہ خان نے اسپیکر سے کہا کہ قرارداد انتہائی موزوں الفاظ میں پیش کی گئی ہے۔ اس پر رائے مانگی جائے۔ ایوان میں موجود صرف ایک رکن وحید چوہدری نے قرارداد کی مخالفت کی، جب کہ دیگر تمام ارکان اسمبلی نے قرارداد کے حق میں رائے دی۔“ (روزنامہ امت، کراچی، ۲۷؍جنوری ۲۰۱۲ء)

شاید ان اراکین اسمبلی کو یہ خدشہ اور ڈر پیدا ہوگیا تھا کہ کہیں ”صاحب بہادر“ ہمیں بنیاد پرست، دقیانوس اور پنجابی طالبان کی فہرست میں شامل کرکے راندہ درگاہ نہ کردے، اس لئے اپنی روشن خیالی کا ثبوت دیتے ہوئے ان اراکین اسمبلی نے پہلی قرارداد کے برعکس دوسری قرارداد منظور کی۔

ایک غیر جانبدار آدمی پنجاب اسمبلی کے اس عمل سے کیا یہ نتیجہ اخذ نہیں کرے گا کہ صوبہ پنجاب پاکستان کا ایسا صوبہ ہے جس نے ناچ، گانا، فحاشی، عریانی اور رقص وسرود کو نہ صرف یہ کہ سند جواز عطا کی ہے؟ بلکہ اس عمل میں چاہے اموات بھی ہو جائیں، وہ بھی انہیں قابل تحمل اور قابل برداشت ہیں؟ اور اگر ان بے حیائی کے پروگراموں اور بے شرمی کے مناظر کے نتیجے میں مسلم طلبا و طالبات بے راہ روی اور بے غیرتی کا شکار ہوتے ہیں، تو وہ بھی ان کی عقل اور فہم رسا کو قابل قبول ہیں؟ نعوذ باللہ من ذلک۔

روزنامہ نوائے وقت کے مدیر نے بجا طور پر اپنے اداریہ میں یہ بات لکھی ہے کہ:

”راجہ ریاض نے مستقبل کی قیادت کو ”کنجروں“ کے رنگ میں رنگنے کا بل منظور کروا کر نہ جانے کس کی خدمت کی ہے؟ اور حکومتی ارکان وحید چوہدری اور مولانا الیاس چنیوٹی نے ثقافتی بل کی مخالفت کرکے لاکھوں شہداء کی قربانیوں کی لاج رکھی ہے، کیونکہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کو بناتے وقت ہمارے اکابرین نے ہندوانہ ثقافت کو دریابرد کرکے اسلام کا بول بالا کیا تھا، ہماری موجودہ اسمبلی کو گاندھی کے اصولوں کی پیروی کو ترک کرکے قائداعظمؒ اور علامہ اقبالؒ کے

خوابوں کے مطابق پاکستان کو چلانا چاہئے۔“

(روزنامہ نوائے وقت کراچی، ۲۸ جنوری ۲۰۱۲ء)

محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری قدس سرہ ”ثقافت“ کے معنی ومفہوم پر بحث کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

”اسلامی لغت ”ثقافت“ کے لفظ سے ناآشنا ہے۔ قرآن کریم، حدیث نبوی اور دیگر اسلامی ذخائر میں یہ لفظ کہیں نہیں ملتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت کا مقصد مکارم اخلاق کی تکمیل قرار دیا، مگر یہ کہیں نہیں فرمایا کہ میں ”ثقافت“ کی تعلیم کے لئے آیا ہوں۔

دراصل انگریزی میں کلچر کا لفظ تہذیب و تمدن اور اسلوب زندگی کے معنی میں رائج تھا۔ ہمارے عرب ادباء نے اس کا ترجمہ ”ثقافت“ سے کر ڈالا اور جب سے یہ لفظ مسلمانوں میں کثرت سے استعمال ہونے لگا، مگر یہ مہمل لفظ آج تک شرمندۂ مفہوم و معنی نہیں ہوا۔ ہر شخص نے اپنے ذوق کے مطابق اس کا مفہوم متعین کرنے کی کوشش کی اور آج کل عموماً اسے رقص و سرود، ناچ رنگ اور فحاشی اور عیاشی کے مناظر کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، خیر کچھ بھی ہو، کہنے کی بات یہ ہے کہ اس اسلامی ملک میں ان علاقائی ثقافتوں کی ترویج ونمائش اور حوصلہ افزائی کا کیا مقصد ہے؟ ”سندھی ثقافت“ آخر کیا بلا ہے؟ اس سے مراد محمد بن قاسمؒ کی ثقافت ہے یا راجہ داہر کی؟ ”پنجابی ثقافت“ کیا چیز ہے؟ کیا راجہ رنجیت سنگھ کی ثقافت کا احیاء مقصود ہے؟

”سندھی“ ایک مسلمان بھی ہوسکتا ہے اور کافر بھی، ”پنجابی“ ایک مومن بھی ہوسکتا ہے اور ایک سکھ بھی، ”بلوچی“ بھی ایک مسلم بھی ہوسکتا ہے اور ایک یہودی بھی۔ جب آپ سندھی، پنجابی اور بلوچی ثقافتوں کی نمائش کریں گے تو وہ ایک مسلم و کافر کی مشترکہ میراث ہوگی، سوال یہ ہے کہ ایک مسلمان کو بحیثیت مسلمان کے اس میں کیا دلچسپی ہے؟ کیا پاکستان انہی چیزوں کو نمایاں کرنے کے لئے بنایا گیا، جن میں دنیا بھر کے کافروں کی تسلی کا سامان تو ہو، مگر اسلام اور مسلمانوں کو ان سے کوئی واسطہ نہ ہو؟

اگر یہ ایک اسلامی ملک ہے اور یہاں کے شہری مسلمان ہیں تو ان سب کے لئے ایک ہی ثقافت ہوسکتی ہے، قرآن حکیم کی تعلیمات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ۔ عقل و ایمان کا یہ کیسا المیہ ہے کہ اسلام، اسلامی تعلیمات اور اسوۂ نبوی کی کسی کو فکر نہیں، مسلمانوں کے اخلاق ومعاشرت کی اصلاح کی طرف کسی کو توجہ نہیں اور زندہ کیا جارہا ہے تو ان تہذیبوں کو؟ اس کے لئے ہزاروں لاکھوں روپیہ اس مفلس ملک اور بے بس قوم کا صرف کیا جارہا ہے۔ اور یہ بات بھی شاید ہمارے ارباب حل و عقد کے سوا کسی کی عقل میں نہیں آئے گی کہ ایک طرف تو زبانی جمع خرچ کے طور پر چاروں صوبوں کے درمیان اتفاق واتحاد کی ضرورت پر زور دیا جاتا ہے۔ علاقائی عصبیت پھیلانے والوں کو ملک وملت اور قوم و وطن کے غدار کے خطاب سے نوازا جاتا ہے، اور دوسری طرف ہزاروں روپیہ خرچ کرکے علاقائی ثقافتوں کو ابھار کر علاقائی عصبیت کی چنگاری کو ہوا دی جاتی ہے، ان سندھی، پنجابی، پٹھانی، بلوچی ثقافتوں کو جب اچھالا جائے گا تو اس کا نتیجہ اس کے سوا کیا ہوگا کہ لوگوں میں سندھیت اور پنجابیت، پشتونیت اور بلوچیت کا احساس ابھرے گا، صوبوں کے درمیان منافست اور منافرت بیدار ہوگی اور علاقائی عصبیت کا بھوت عریاں رقص کرنے لگے گا۔ ایک وطن، ایک قوم، ایک ملت اور ایک مقصد کا احساس اگر کسی کے گوشۂ قلب میں موجود ہو تو وہ بھی دب کر رہ جائے گا، کہیں یہ ثقافتی میلے، یہ علاقائی ناچ رنگ کی نمائش، ملک کے مزید حصے بخرے کرنے کی سازش تو نہیں؟ کیا یہ مسلمانوں میں مزید جنگ و جدال برپا کرنے کی تمہید تو نہیں؟

ان علاقائی ثقافتی میلوں کا ایک اور دردناک پہلو بھی نہایت اہم ہے، اس وقت پورا ملک ہوشربا گرانی اور قلت رسد کی لپیٹ میں ہے، پنجاب، سرحد اور بلوچستان کے بعض علاقوں میں قحط کے سے آثار نمودار ہورہے ہیں، لوگوں کی ستر پوشی کے لئے کپڑا اور جسم و جان کا رشتہ قائم رکھنے کے قوت لایموت کا حصول بھی مشکل ہورہا ہے، خشک سالی نے آئندہ فصل کے لئے بھی بیم و خوف کی شکل پیدا کردی ہے، بجلی اور پانی کی قلت سے زمین بنجر اور کھڑی فصلیں خشک ہورہی ہیں، حالات کے دباؤ نے لوگوں میں اندیشہ ہائے دور دراز پیدا کردیئے ہیں، ہر شخص فکرمند نظر آتا ہے۔

اگر کسی کے دل میں رحم وانصاف کی کوئی رمق ہو تو اسے سوچنا چاہئے کہ ان سنگین حالات میں یہ ملک ان ثقافتی عیاشیوں کا متحمل ہے؟ ان حالات میں توبہ و استغفار اور انابت الی اللہ کی ضرورت ہے یا ان مختلف علاقوں کے ناچ رنگ کے ڈراموں کی؟“

(بصائر وعبر، ج:۲، ص:۳۹۷ تا ۳۹۹)

روزنامہ نوائے وقت کے کالم نگار جناب غلام اکبر صاحب نے اپنے کالم ”حملہ ہوچکا ہے“ میں اپنے زمانۂ تعلیمی میں پیش آمدہ اپنے استاذ کا ایک نصیحت آموز واقعہ تحریر کرنے کے بعد جو کچھ لکھا ہے، وہ دینی

طبقہ کے دل کی آواز ہے۔ قارئین بینات کے افادہ کے لئے اُسے یہاں نقل کیا جاتا ہے:

''یہ ۱۹۵۹ء کی بات ہے۔ میں انگریزی ادب میں آنرز کررہا تھا۔ سندھ یونیورسٹی میں ہمارے ڈیپارٹمنٹ کے سربراہ پروفیسر جمیل واسطی مرحوم تھے، جو پنجاب سے ریٹائرمنٹ کے بعد کنٹریکٹ پر حیدرآباد آئے تھے۔

ہماری کلاس میں تقریباً بیس اسٹوڈنٹ تھے۔ ان میں چھ کے قریب طالبات تھیں۔ اس زمانہ میں طالبات انگریزی ادب فیشن کے طور پر پڑھا کرتی تھیں۔ ہماری کلاس نے پکنک کا ایک پروگرام بنایا، لیکن اس پر اختلاف ہوگیا کہ لڑکیاں اور لڑکے اکٹھے پکنک منانے جائیں یا الگ الگ؟ یہ معاملہ پروفیسر جمیل واسطی کے علم میں آیا تو انہوں نے رائے دی کہ الگ الگ پکنک کرنا زیادہ مناسب ہوگا۔

مگر یہاں تو مخلوط تعلیم ہے واسطی صاحب! ایک لڑکی نے اٹھ کر احتجاج بھری آواز میں کہا۔ میں نے کب کہا کہ میں مخلوط تعلیم کا حامی ہوں؟ واسطی مرحوم بولے۔ سر! یہ کیسی بات کررہے ہیں آپ؟ زمانہ بہت ترقی کرچکا ہے۔ وہ لڑکی بولی۔ واسطی صاحب نے گھوم کر لڑکی کی طرف دیکھا جو ایک معروف متمول اور فیشن ایبل خاندان سے تعلق رکھتی تھی۔ پھر انہوں نے میری طرف دیکھا اور کہا: غلام اکبر! تمہاری جیب میں ایک چونی ہوگی؟ اس عجیب وغریب سوال پر میں چونک پڑا اور جلدی سے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ واسطی صاحب فوراً ہی بولے: دروازے سے باہر جاکر چونی کاریڈار میں رکھ دو۔ پوری کلاس حیرت زدہ تھی، میں بھی حیرت زدہ ہوکر دروازے کی طرف مڑا، تو واسطی صاحب بولے: سمجھ لو کہ تم چونی کلاس کے باہر رکھ چکے ہو، اب بیٹھ چکے ہو۔ پھر واسطی صاحب اس لڑکی کی طرف مڑے اور بولے: جب ہم کلاس ختم کرکے باہر نکلیں گے تو کیا وہ چونی وہاں موجود ہوگی؟ لڑکی بدحواس سی ہوگئی، پھر سنبھل کر بولی: ہوسکتا ہے کہ اگر کسی کی نظر پڑے تو اٹھالے۔ اس جواب پر واسطی صاحب مسکرائے اور سب سے مخاطب ہوکر بولے: دیکھ لیں کہ جن لوگوں پر ایک چونی کے معاملے پر بھروسہ نہیں کیا جاسکتا، وہ لڑکیوں کے معاملے میں کس قدر شریف ہیں؟ حالانکہ چونی بچاری تو لپ اسٹک بھی نہیں لگاتی!!۔

واسطی صاحب کی اس بات پر پوری کلاس کو سانپ سا سونگھ گیا۔ میں آج تک وہ بات نہیں بھولا، اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں دقیانوسی سوچ رکھتا ہوں یا واسطی صاحب بہت زیادہ قدامت پسند اور دقیانوسی سوچ کے حامل تھے، لیکن کیا اس بات میں کچھ سچ ایسے نہیں چھپے ہوئے جن کا تعلق براہ راست انسان کی فطرت اور ان جبلتوں سے ہے جنہیں سدھایا اور سدھارا نہ جائے تو ان کی رو میں تہذیب وتمدن کے تمام تقاضے بہہ جایا کرتے ہیں؟

جب ہم اقدار کی بات کرتے ہیں تو ظاہر ہے کہ اپنی شناخت کے حوالے سے کرتے ہیں اور جب ہم شناخت کی بات کرتے ہیں تو لبرل سے لبرل مسلمان کے لئے بھی یہ کہنا مشکل ہوتا ہے کہ اگرچہ اس کا نام مسلمانوں جیسا ہے، لیکن درحقیقت وہ مسلمان نہیں ہے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسلمان ہونے کے لئے بنیادی شرط کیا ہے؟ ہم مسلمان اس لئے ہیں کہ ۶۱۰ء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول شروع ہوا، جو انیس برس سے زیادہ عرصے تک جاری رہا۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری رسول ہیں، اور ان پر نازل ہونے والا قرآن اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہدایت ہے۔ ہم اس کتاب ہدایت پر مکمل ایمان رکھے بغیر خود کو مسلمان ہرگز قرار نہیں دے سکتے اور یہ بات بھی ہر مسلمان کے ایمان کا حصہ ہے کہ ہمیں اپنی زندگی کو خدا کی بھیجی ہوئی آخری کتاب ہدایت میں عائد کردہ پابندیوں اور واضح کردہ قوانین وضوابط کے مطابق ڈھالنا ہوگا۔

یہ بات ثقافت کی ہوتی ہے تو بحیثیت مسلمان ہم پر لازم ہے کہ ہم اسے یعنی اپنی ثقافت کو حکم الٰہی کی کسوٹی پر دیانت داری سے پرکھیں اور جن باتوں سے اللہ تعالیٰ نے واضح اور غیرمبہم الفاظ میں ہمیں منع کیا ہے، ان سے احتراز کریں اور انہیں اپنی ثقافت کا حصہ نہ بننے دیں۔

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 2514972-2531133

میں یہاں روایات کی پابندی کی بات نہیں کر رہا، نہ ہی میں دین کے پرچم برداروں کے فتوؤں کی بات کر رہا ہوں، جو قرآن حکیم میں صادر فرمائے گئے ہیں، ان احکامات کی نفی یا ان سے دانستہ طور پر احتراز، فرار یا انکار ہمیں خدا کے نافرمانوں اور باغیوں کی فہرست میں شامل کر دے گا۔

بات یہاں میوزیکل کنسرٹس کے حوالے سے شروع ہوئی تھی، تو ہمیں پوری دیانت داری کے ساتھ اپنے آپ سے پوچھنا ہوگا کہ ان کنسرٹس کے ذریعہ جو معاشرتی اور اخلاقی رجحانات فروغ پا رہے ہیں، جن رویوں اور جس لباس کو شرف قبولیت عطا کیا گیا ہے، کیا وہ قرآن میں واضح طور پر متعین کردہ ''ضوابط'' سے مطابقت رکھتے ہیں؟ کیا ان میوزیکل کنسرٹس میں پیش کیا جانے والا کلچر اور ان سے لطف اندوز ہونے والے اجتماعات کے طور طریقے کسی بھی لحاظ سے ''نام لیوان محمد'' کے شایان شان ہیں؟

پہلی بات تو یہ ہے کہ اب بات مخلوط تعلیم تک محدود نہیں رہی۔ مخلوط معاشرت تک پہنچ کر اس سے بھی آگے نکلتی جا رہی ہے۔ گزشتہ دنوں راولپنڈی کے ایک اسکول کی تین طالبات اور تین طلبہ کے غائب ہوجانے اور پھر پشاور کے ایک ہوٹل سے برآمد کئے جانے کا واقعہ ہمارے ذہنوں میں اگر نئی نسل میں پروان چڑھنے والے خطرناک رجحانات کے بارے میں تشویش ناک سوالات نہیں ابھار رہا تو میں یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوں گا کہ ہم مغرب کی اخلاق باختگی کو ثقافت کے نام پر اپنے معاشرتی رویوں میں شامل کر کے اپنی اُس ''شناخت'' سے غداری کر رہے ہیں، جس کی جڑیں احکامات خداوندی میں ہیں۔

تفریح کی ضرورت سے کسی کو انکار نہیں، لیکن رویوں کی حد بندی بہرحال ہونی چاہئے۔ اگر رقص موسیقی کا حصہ ہے تو ''اعضاء کی شاعری'' کو کس حد تک آگے جانا چاہئے۔ فن کہاں ختم ہوتا ہے؟ اور ترغیب کہاں سے شروع ہوتی ہے؟ اس کا تعین بھی لازمی ہے۔ چند برس قبل جو لباس شریف گھرانوں میں داخل نہیں ہوسکتا تھا، وہ آج کی ''شریف زادیاں'' بڑے افتخار اور بڑی شان کے ساتھ پہن رہی ہیں۔

میں اسے ثقافتی حملہ کہوں گا۔ حملہ آور کون ہے؟ اس سوال کا جواب دینا یہاں میرا کام نہیں، لیکن حملہ ہو رہا ہے، بلکہ ہو چکا ہے اور اس حملہ میں ہمارے بعض ٹی وی چینلز بڑا بھرپور کردار ادا کر رہے ہیں۔

جب حملہ ہوتا ہے تو مدافعت بھی جنم لیتی ہے اور مجھے یوں لگ رہا ہے کہ وہ وقت دور نہیں جب اپنی ''اسلامی شناخت'' پر فخر کرنے والے لوگ اس حملے کے خلاف صف بند ہوجانے پر مجبور ہوجائیں گے۔''

(روزنامہ نوائے وقت کراچی، ۲۸ رجنوری ۲۰۱۲ء)

ہمارا مطالبہ ہے کہ تمام سرکاری و غیر سرکاری اداروں اسکول، کالج اور یونیورسٹیوں میں ہر قسم کا ناچ، گانا اور میوزیکل پروگراموں پر پابندی لگائی جائے۔ اس مخلوط تعلیمی نظام کو بدلا جائے، تعلیمی اداروں سے ہر قسم کی بے پردگی، بے حیائی اور بے ہودگی کا قلع قمع کیا جائے اور اس کے تمام ذرائع و اسباب کو چن چن کر ختم کیا جائے۔

اس کے ساتھ ساتھ پاکستانی عوام کو بھی چاہئے کہ اپنے اپنے حلقۂ انتخاب میں ایسے لوگوں کو آئندہ الیکشن میں بالکل مسترد کردیں، جو ایوانوں میں بیٹھ کر اسلام، اسلامی تہذیب واخلاق، اسلامی اقدار و شعار اور نظریۂ پاکستان کی تضحیک و تذلیل اور انہیں پامال کرنے اور مٹانے کا موجب اور ذریعہ بنتے ہیں۔ ان أرید إلا الاصلاح ما استطعت، وما توفیقی إلا باللّٰہ ☆

## دوسری سالانہ ختم نبوت کانفرنس چوک اعظم، لیہ

لیہ (نامہ نگار) ۱۱ر فروری ۲۰۱۲ء بروز ہفتہ بعد نماز عشاء جامع مسجد صدیق اکبر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام چوک اعظم (لیہ) میں زیر سرپرستی حضرت مولانا مفتی عبدالمجید شیخ الحدیث جامعہ قاسمیہ شرف الاسلام ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد کی گئی۔ اس کانفرنس کی صدارت مولانا نار نواز فتح پور (امیر جمعیت علماء اسلام ضلع لیہ) نے کی، جبکہ نگرانی مفتی محمد یاسین ربانی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چوک اعظم نے کی۔ ابتدائی بیان مولانا محمد الیاس اور مولانا سمیع اللہ ربانی نے کئے۔ اس کانفرنس کے مہمان خصوصی مولانا مفتی کفایت اللہ ایم پی اے صوبہ خیبر پختونخوا تھے۔ بلاشبہ یہ کانفرنس اپنی نوعیت کے اعتبار سے ضلع لیہ کی بہت بڑی کانفرنس تھی، جس کا سارا نظام اور محنت کا سہرا قاری محمد ابوبکر المدنی (صدر مدرس جامعہ دارالہدیٰ) کے سر ہے جن کی دن رات کی محنت شاقہ اور پرخلوص دعاؤں سے یہ کانفرنس بفضل ربی کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔ مولانا عبدالستار حیدری کی دعا اور قاری محمد عمر فاروق ساہندی کی تلاوت سے کانفرنس کی ابتداء ہوئی، ضلع لیہ کے مشہور نعت خواں اللہ نواز خان سرگانی نے ہدیۂ نعت پیش کیا۔ اس کے بعد مولانا عزیز الرحمن ثانی نے بڑے ولولے اور جوش سے سامعین کو عقیدۂ ختم نبوت قرآن وحدیث اور سلف کے اقوال سے سمجھایا۔ بعدازاں ہمارے بزرگ شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے اپنے مخصوص انداز میں حیات مسیح علیہ السلام پر دلائل و براہین سے مزین خطاب کیا۔ تمام سامعین نے ہمہ تن گوش ہوکر حضرت مدظلہ کا بیان سنا۔ آخر میں مہمان خصوصی مولانا مفتی کفایت اللہ نے اپنے دل نشین انداز میں حاضرین کے سامنے اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ یہ کانفرنس رات گئے تک جاری رہی۔ اختتامی دعا مولانا نار نواز فاروقی نے کی۔ اللہ تعالیٰ سب حضرات کی کوششوں کو قبول فرمائیں۔ آمین۔

# نبوت کئی تدریجی مراحل سے گزرنے کا نام نہیں!

## نبوت دل پر اترتی ہے یا دماغ پر؟

آخری قسط

علامہ ڈاکٹر خالد محمود

پھر ایک سوال کے جواب میں کہتا ہے:

’’گندم کے دانے سے ہیرے کی بناوٹ تک کیا یہ تدریج نہیں۔‘‘ (ایضاً ص:۲۲۳)

اس میں مرزا ناصر نے دعویٰ کیا ہے کہ مجالید ثلاثہ میں نباتات پہلے وجود میں آئی (گندم کا دانہ پہلے بنا) اور جمادات (ہیرا اور پتھر وغیرہ) بعد میں بنے ۔اب تک تو ہم یہی سمجھتے رہے کہ جمادات، نباتات کے بعد وجود میں آئے، یہ ایک نئی تحقیق ہے جوئی نبوت کی ہی ہو سکتی ہے، تاہم اس سے مرزا غلام احمد قادیانی کی پوری تحریک کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ اس کا یہ سارا کاروبار دماغی سوچ اور فکری کاوش پر مبنی تھا، یہ کوئی آسمانی حکم نہ تھا، انبیاء کبھی تدریجاً نبی نہ بنے کہ انہیں نبوت ملتے ملتے کئی ماہ و سال لگ گئے۔ نبوت کئی تدریجی مراحل سے گزرنے کا نام نہیں، نبوت یکدم عطا ہوتی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا اپنی نبوت کے بارے میں یہ دعویٰ کہ اسے تدریجاً نبوت ملی، واضح کرتا ہے کہ یہ سب دماغی کاوش تھی کہ موقع بموقع مختلف دعوے کئے جا سکیں اور ہر لحہ گرگٹ کی طرح اپنے رنگ بدلتے رہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوؤں پر نظر رکھنے والا یہ مانے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہ ساری کارروائی پوری دماغی سوچ پر ہی تھی یہ کوئی الٰہی نشان نہ تھا، پھر پیغمبروں کے دلوں پر نظر کیجئے وہ کس قدر رحم اور محبت سے معمور ہوتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ملاحظہ کیجئے اور غور کیجئے کہ ان کا دل مخالفین کے لئے کس قدر بھرا ہوا تھا:

’’فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ.‘‘

(الابراہیم:۳۶)

ترجمہ:’’سو جس نے میری پیروی کی سو وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہنا نہ مانا سو تو بخشنے والا مہربان ہے۔‘‘

اب مرزا غلام احمد قادیانی کا اپنے مخالفین پر تبصرہ بھی دیکھئے، اس سے آپ اندازہ کر سکیں گے کہ سچی نبوت اور جھوٹی نبوت میں کتنا طویل فاصلہ ہے، مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتابوں کے بارے میں لکھتا ہے:

’’تلک کتب ینظر الیھا کل مسلم بعین المحبة والمودة وینفع من معارفھا ویقبلنی ویصدق بدعوتی الاذریة البغایا فھم لایقبلون.‘‘

(آئینہ کمالات اسلام ص:۵۴۷)

ترجمہ: ’’میری وہ کتابیں جنہیں ہر مسلمان محبت اور مودت کی آنکھوں سے دیکھے گا اور اس کے معارف سے نفع پائے گا اور میرے دعویٰ کی تصدیق کرے گا، صرف حرام زادے اور کنجریوں کی اولاد ہیں جو مجھے قبول نہ کریں گے۔‘‘

یہ مرزا غلام احمد قادیانی کے اسلام کے کمالات کا آئینہ ہے، اسی آئینہ میں دیکھیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی ذہنی کاوش کیا تھی اور اس سوچ میں وہ کس قدر گندگی کا شکار ہو گیا تھا۔ عام لوگوں کی سادگی اور لاعلمی سے فائدہ اٹھانے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ دہشت انگیز آواز سنئے اور اندازہ کیجئے کہ قادیان کے کتنے نادان ان کی اس بلیک میلنگ کا شکار ہوئے ہوں گے؟ اپنی نبوت منوانے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کی دہشت گردی دیکھئے:

’’میرے منجانب اللہ ہونے کا یہ نشان ہوگا کہ میرے گھر کی چار دیواری کے اندر رہنے والے مخلص لوگ اس بیماری کی موت سے محفوظ رہیں گے اور میرا تمام سلسلہ نسبتاً و مقابلتاً طاعون کے حملہ سے بچا رہے گا اور وہ سلامتی جو ان میں پائی جائے گی اس کی نظیر کسی گروہ میں قائم نہیں ہوگی۔‘‘ (کشتی نوح ص:۴)

پھر اس نے یہ بھی لکھا:

’’میں بار بار کہتا ہوں کہ خدا اس پیشینگوئی کو ایسے طور پر ظاہر کرے گا کہ ہر ایک طالب حق کو کوئی شک نہیں رہے گا اور وہ سمجھ جائے گا کہ معجزہ کے طور پر خدا نے اس جماعت سے معاملہ کیا ہے بلکہ بطور نشان الٰہی کے نتیجہ یہ ہوگا کہ طاعون کے ذریعہ سے یہ جماعت بہت بڑھے گی اور خارق عادت ترقی کرے گی اور ان کی یہ ترقی تعجب سے دیکھی جائے گی اور مخالف جو ہر ایک موقع پر شکست کھاتے رہے ہیں جیسا کہ کتاب نزول المسیح میں، میں نے لکھا ہے اگر اس پیشینگوئی کے مطابق خدا نے اس جماعت اور دوسری جماعتوں میں کچھ فرق نہ دکھلایا تو ان

کا حق ہے کہ میری تکذیب کریں۔" (ایضاً)

اس قسم کے بے شمار دعویٰ اس کی کتابوں میں پائے جاتے ہیں، آپ ہی سوچیں کہ اپنی بات منوانے کے لئے دہشت کا یہ پیچیدہ جال بچھانا اور لوگوں کو اپنے سلسلہ میں لانے کے لئے بلیک میلنگ کرنا کیا کسی خدا پرست آدمی کا کام ہوسکتا ہے؟ نہیں۔ یہ صرف وہی لوگ کرتے ہیں جن کی ساری محنت دماغ پر ہوتی ہے، دلوں پر اترنے والی نبوت اور الہام میں آپ کبھی یہ نقشے اور دعوے نہیں دیکھیں گے۔

## نبوت کی نئی تعریف سے عام لوگوں میں رسائی پانا:

جو لوگ دینی تعلیم نہیں رکھتے انہیں نبوت کی ایک نئی تعریف مہیا کرکے اپنی نبوت کس طرح منوائی جاسکتی ہے، اس کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کی اس عبارت پر غور فرمائیں اور پھر سوچیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ نبوت اس کے دل پر اتر رہی ہے یا اس کے لئے وہ اپنے دماغ کو استعمال کر رہا ہے:

"ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ حقیقی اور واقعی طور پر تو یہ امر ہے کہ ہمارے سید ومولا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد مستقل طور پر کوئی نبوت نہیں اور نہ کوئی شریعت ہے اور اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے تو وہ بلاشبہ بے دین اور مردود ہے، لیکن خدا تعالیٰ نے ابتداء سے ارادہ کیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات متعدیہ کے اظہار و اثبات کے لئے کسی شخص کو آنجناب کی پیروی اور متابعت کی وجہ سے وہ مرتبہ کثرت مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ بخشے جو اس کے وجود میں عکسی طور پر نبوت کا رنگ پیدا کردے، سو اس طرح سے خدا نے میرا نام نبی رکھا، یعنی نبوت محمدیہ میرے آئینہ نفس میں منعکس ہوگئی۔" (چشمہ معرفت، ص:۳۲۴)

مرزا غلام احمد قادیانی یہ بھی لکھتا ہے:

"اگر اللہ تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے، اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنی لغت کی کسی کتاب میں اظہار غیب نہیں مگر نبوت کے معنی اظہار امر غیب ہے۔" (تبلیغ رسالت، ج:۱۰، ص:۱۷)

مرزا غلام احمد قادیانی کے یہ الفاظ بھی دیکھیں:

"یہ صرف لفظی نزاع ہوئی یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ یا مخاطبہ رکھتے ہیں، میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔" (تتمہ حقیقت الوحی، ص:۶۸)

ان عبارات سے صاف پتہ چلتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نبوت کی ایک نئی تعریف کرکے عام لوگوں میں رسائی پانا چاہتا تھا اور ختم نبوت کے عقیدہ میں لچک پیدا کر رہا تھا۔

## پیشینگوئی کی تصدیق کیلئے اس کے الفاظ میں تبدیلی:

مرزا غلام احمد قادیانی پہلے بڑی تحدی سے ایک بات کی پیشینگوئی کرتا ہے، پھر اس کو پیش آمدہ حالات پر منطبق کرنے کے لئے اس کے الفاظ میں تبدیلی کرتا ہے، اب آپ ہی بتائیں کہ یہ دل پر اتری نبوت ہے یا دماغی قوتوں سے اس کا تانا بانا بنایا جارہا ہے؟ مرزا غلام احمد قادیانی کی ان دماغی سازشوں کی کہانیاں اس کی کتابوں سے نمایاں ہیں اور بڑی دلچسپ ہیں، ہم یہاں اس کی ایک مثال پیش کرتے ہیں، مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک پیشینگوئی کرتے ہوئے کہا:

"خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آج کی تاریخ سے ۲۰؍فروری ۱۸۹۳ء ہے، چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں یعنی ان بے ادبیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کی ہیں، عذاب شدید میں مبتلا ہوجائے گا، سو اب میں اس پیشینگوئی کو شائع کرکے ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اس کی روح سے میرا یہ نطق ہے اور اگر میں اس پیشینگوئی میں کاذب نکلا تو ہر ایک سزا کے بھگتنے کے لئے میں تیار ہوں اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے گلے میں رسہ ڈال کر کسی سولی پر کھینچا جائے کسی انسان کا اپنی پیشینگوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔" (آئینہ کمالات اسلام، ص:۶۵۱)

مرزا غلام احمد قادیانی نے اس پیشینگوئی میں یہ دعویٰ کیا کہ پنڈت لیکھرام ایسی موت کا شکار ہوگا جو خرق عادت ہوگی، جس میں کسی انسانی ہاتھ کا کوئی دخل نہ ہوگا، مگر جب پنڈت لیکھرام کو کسی نے چھری سے قتل کردیا تو جھٹ سے مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی پیشینگوئی کے الفاظ بدل دیئے اب یہ کہا گیا کہ:

"میں نے بھی اس کی نسبت پیشینگوئی کی تھی کہ چھ برس تک چھری سے مارا جائے گا۔" (نزول المسیح، ص:۱۷۷، روحانی خزائن، ج:۱۸، ص:۵۵۳)

پیشینگوئی کے الفاظ میں تبدیلی محض اس لئے کی گئی کہ سابقہ پیشینگوئی کو اس پر فٹ کیا جاسکے اور جب تک پوری چالاکی اور عیاری کے ساتھ الفاظ نہ بڑھائے جائیں اس وقت تک بات نہیں بن پاتی تھی۔ اب آپ ہی فیصلہ کریں کہ کیا یہ سب دماغی کارروائی نہ تھی؟

## مرزا غلام احمد قادیانی کے عربی الہامات میں اس کی اپنی دماغی سوچ کا پایا جانا:

انسان جب ایک بات کو ایک زبان سے دوسری زبان میں لاتا ہے تو ترجمہ کرتے وقت اس

کے اپنے محاورات زبان اس پر عمل کرتے ہیں اور اس کی یہ دوسری زبان کی عبارت اس کے اپنے ذہن کی پیداوار سمجھی جاتی ہے، اگر اللہ تعالیٰ اس کو کوئی بات بتائیں اور اس کے لئے دوسری زبان استعمال کریں تو خدا اس کے ترجمہ میں غلطی نہیں کرتا اور اس میں زبان کی صحت بخوبی کارفرما ہوتی ہے، اس پہلو سے بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی وحی پر غور کریں، ہم یہاں صرف ایک لفظ پر بحث کرتے ہیں۔

رحم کرنا، جس پر رحم کیا جائے اردو میں اس کا مفعول صلہ کے ساتھ آتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔ یہاں لفظ پر کا صلہ موجود ہے، عربی میں رحم کا مفعول بغیر صلہ کے آتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ تم کو رحم کرے (کو صرف مفعول کی نشاندہی کے لئے ہے) عربی میں اس طرح کہیں گے: "یرحمک اللہ" (اللہ تم کو رحم دے) اور اردو میں محاورے میں اس طرح کہیں گے: اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔ اب اگر کوئی اپنے دماغ کی رو سے اس کا ترجمہ کرے گا تو کہے گا: "یرحم اللّٰہ علیک" اور اللہ جب یہ بات کہے گا تو صحیح الفاظ یہ ہوں گے: "رحمکم اللہ" یہاں لفظ پر کے لئے کوئی عربی لفظ نہ آئے گا اور علیک کے الفاظ آپ نہ دیکھیں گے، پہلے آپ مرزا غلام احمد قادیانی کی عبارت دیکھیں:

"عسیٰ ربکم ان یرحم علیکم۔"

(براہین احمدیہ ص:۵۰۵، روحانی خزائن ج:۱ ص:۶۰۱)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اس سے اس طرح ذکر کرتا ہے:

"ربکم ان یرحمکم وان عدتم عدنا۔" (بنی اسرائیل:۸)

ترجمہ: "بعید نہیں تمہارے رب سے کہ رحم کرے تم پر۔"

اور یہ بھی فرمایا:

"ان یشاء یرحمکم۔"

(بنی اسرائیل:۵۴)

مرزا غلام احمد قادیانی نے جب اس مضمون کو اپنی وحی کے طور پر پیش کیا تو اس نے اپنے اردو کے محاورے کے الفاظ اختیار کئے جس سے یہ بات سمجھی جاسکتی ہے کہ یہ وحی اس بندے کے اپنے دماغ کی پیداوار ہے ورنہ خدا تعالیٰ تو کسی بات کو کسی دوسری زبان میں لانے میں غلطی نہیں کرتا۔

## مرزا غلام احمد قادیانی کا احتلام اور حدیث "الحلم من الشیطان":

حدیث میں ہے کہ احتلام شیطان کے دخل سے ہوتا ہے، انبیاء علیہم السلام کے دماغ شیطانی دخل سے محفوظ ہوتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد تسلیم کرتا ہے کہ اس کے باپ کو احتلام ہوتا رہا، اس سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت دل پر اتری نہ تھی، یہ خود اس کے اپنے دماغ کی اختراع تھی اور اس دماغ کی جس میں شیطان کا تصرف چلتا تھا۔

مرزا بشیر احمد قادیانی لکھتا ہے:

"حضرت صاحب کے خادم میاں حامد علی کی روایت ہے کہ ایک سفر میں حضرت صاحب کو احتلام ہوا، جب میں نے یہ روایت سنی تو بہت تعجب ہوا، کیونکہ میرا خیال تھا کہ انبیاء کو احتلام نہیں ہوتا۔"

(سیرۃ المہدی ج:۳ ص:۲۴۲)

مرزا غلام احمد قادیانی کے لڑکے کا یہ اعتراف بتلاتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے سر پر شیطان مسلط تھا اور اس کی یہ ساری سوچ شیطانیت کا نتیجہ تھی۔

سو حاصل کلام یہ کہ اللہ تعالیٰ کے نبی کبھی اس قسم کی شرارتوں میں ملوث نہیں ہوتے۔ نبوت ان کے دلوں پر اترتی ہے اور وہ دلوں پر ہی محنت کرتے ہیں، اس کا تزکیہ کرتے ہیں جبکہ جھوٹے لوگوں کا دماغ چلتا ہے اور وہ اپنی چالاکی اور شیطانی تصرفات کے ذریعہ لوگوں کو اپنے پیچ میں پھانسنے کی سازشیں کرتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی پوری تحریک کی کارستانیاں آپ کے سامنے رہیں تو واضح ہوگا کہ ان کا دین محمدی سے کوئی رشتہ نہیں۔ ان کی ساری محنت دماغ پر ہوتی ہے، ان کے مقابل انبیاء اور وارثین انبیاء لوگوں کے دلوں سے روحانی گندگی نکالتے ہیں اور ان کے قلوب کی صفائی کرتے ہیں۔ (ختم شد) ☆☆☆

## ضلع شیخوپورہ میں نئے مبلغ ختم نبوت کا تعارف

شیخوپورہ (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا عبدالنعیم نے نئے مبلغ مولانا ریاض احمد کے ہمراہ ضلع شیخوپورہ کے اہم علاقوں کا سفر کیا اور نئے ساتھی کا تعارف کرایا۔ علاوہ ازیں تحصیل کی سطح پر جو امراء اور نائب امراء اور ناظم نشر و اشاعت تھے ان سے بھی تعارف کرایا گیا، جن میں فاروق آباد، خانقاہ ڈوگراں کیلئے، مریدکے، ملیاں کلاں، کوٹ عبدالمالک، نوشہرہ ورکاں، فیروزوٹواں، شاہ کوٹ کے شہر شامل ہیں۔ ان علاقہ جات میں مولانا عبدالنعیم اور مولانا ریاض احمد کے دروس قرآن کے پروگرام بھی رکھے گئے، جن میں مقامی لوگوں نے بھرپور شرکت کی اور ان پروگرام کو خوب سراہا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ حسب سابق ہر قسم کے تعاون کی یقین دہانی بھی کرائی۔ مزید یہ کہ ان علاقوں میں یونٹس بنانے کی تجویز دی، اس کام کے لئے ہر شہر کے دوستوں کا پُرخلوص جذبہ دیکھنے میں آیا۔ اس سے مولانا عبدالنعیم کی پُرجوش محنت کا اندازہ ہوا۔ اللہ رب العزت مولانا کے علم و عمل میں ترقی عطا فرمائے۔

# ہندو مذہب، مہابھارت اور گیتا کی حقیقت

مولانا ڈاکٹر ساجد الرحمن مدظلہ

اس کائنات کا خالق و مالک کون ہے؟ اس عظیم کائنات میں انسان کی حیثیت اور اس کا مقام کیا ہے؟ کیا انسان اس دنیا میں بامقصد زندگی گزارنے آیا ہے یا اس کی زندگی اور جانوروں کی زندگی میں کوئی فرق نہیں ہے؟ کیا انسان ایک ذمہ دار اور جوابدہ مخلوق ہے جسے اس دنیا میں مقررہ فرض منصبی کی ادائیگی کے لئے بھیجا گیا ہے؟ یا اس کی حیات بے مقصد اور اس کا وجود یونہی بے کار محض ہے؟ اگر ایسا ہے تو اس میں خیر و شر کا شعور اور اچھے برے کا احساس کیوں ہے؟ کیا انسان کو مرنے کے بعد کی زندگی میں اس دنیا میں کئے ہوئے اعمال کا جواب دینا ہے؟ اگر ایسا ہے تو وہ ضابطہ حیات کیا ہے جس کو اختیار کر کے انسان مرنے کے بعد ملنے والی زندگی میں نجات اور سعادت سے ہمکنار ہو سکتا ہے؟

عقل ان سوالوں کے جواب دینے سے عاجز و درماندہ ہے کیوں کہ یہ سوال انسان کی عقل و شعور کی پہنچ سے ماوراء ہیں۔ یونان کے عظیم فلسفیوں سے لے کر دھیان و گیان والے رشیوں منیوں تک کسی کے پاس ان سوالوں کا جواب نہیں ہے۔

صدیوں فلاسفہ کی چناں اور چنیں رہی
لیکن خدا کی بات جہاں تھی وہیں رہی

خالق کائنات، رب دو جہاں جس نے انسان کو وجود بخشا ہے اس نے ان سوالوں کے جواب کی فراہمی کا اہتمام بھی فرمایا ہے اور اپنے رسولوں اور نبیوں کو وحی کے ذریعے حقائق کون و مکان، حیات و وجود اور انسان کے مقصد وجود اور اس مقصد کی تکمیل کے طریقوں سے وضاحت اور تفصیل کے ساتھ آگاہ فرمایا ہے۔

دین و مذہب کی اولین بنیاد تصور معبود ہے کسی بالاتر ہستی کی بندگی انسان کی فطرت میں شامل اور اس کے وجود کا حصہ ہے۔ انسان اگر اپنے خالق اور مالک کو بھلا بیٹھے تو اس کے وجود میں ایک کرب سرایت کر جاتا ہے اس کی روح بے چین اور اس کی طبیعت مضطرب ہو جاتی ہے یہ ایسا اضطراب ہے اور بے چینی کی ایسی کیفیت ہوتی ہے جس کا دنیا کی دولت تدارک نہیں کر سکتی اور کوئی آسائش اس کا مداوا نہیں کر سکتی!

لیکن انسان اپنی عقل سے اپنے خالق و مالک تک نہیں پہنچ سکتا یہاں اس کو وحی کی راہنمائی درکار ہے صرف اسی ذریعے سے معبود حقیقی کی ذات اور صفات کا علم ہو سکتا ہے اور صرف وحی الٰہی ہے جو خدا اور بندے کے رشتے اور تعلق سے پردہ اٹھا سکتی ہے۔

قرآن کریم میں سورۃ الاخلاص میں معبود حقیقی اور خالق کون و مکاں کے چار اوصاف بیان کئے گئے ہیں۔ اس سورہ میں بیان کیا گیا کہ اللہ ایک ہے یکتا ہے یگانہ ہے۔

اللہ معبود حقیقی کا ذاتی نام ہے اور اسم علم ہے یعنی ایسا نام ہے جو معبود حقیقی کے سوا کسی اور کے لئے مستعمل نہیں ہوا ہے۔ یہ نام اسی کی ذات برحق کے ساتھ مخصوص ہے یہاں تک کہ اس لفظ سے نہ کوئی اور لفظ مشتق ہے نہ اس لفظ کا مونث ہے نہ جمع۔ دنیا کی کسی زبان میں اور دنیا کے کسی مذہب میں کوئی ایسا لفظ موجود نہیں ہے جس کا اطلاق صرف معبود حقیقی پر ہوتا ہو اور کسی اور پر اس کا اطلاق نہ ہوتا ہو۔ انگریزی زبان کے لفظ ''God'' کو لیجئے جب اس کا اطلاق خدا پر ہوتا ہے تو اس کو بڑے ''G'' سے لکھا جاتا ہے یعنی پہلے ہی یہ تسلیم کر لیا جاتا ہے کہ چھوٹے ''g'' والے ''gods'' بھی موجود ہیں، پھر اس لفظ کا مونث بھی بنتا ہے اور یہ لفظ مختلف مرکب صورتوں میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسے ''mother-god'' وغیرہ۔

اللہ اپنی ذات میں ایک ہے اکیلا ہے اور یکتا ہے۔ یعنی اللہ احد۔ دنیا کی کسی بھی زبان میں ایسا لفظ نہیں ہے جو احد کے مفہوم کو ادا کر سکے کیونکہ احد میں اور واحد میں فرق ہے۔ احد کے معنی ہیں ''ایسا ایک جو ہمیشہ سے ہو اور ہمیشہ باقی رہے نہ اس سے پہلے کچھ ہو اور نہ اس کے بعد کچھ ہو'' ھو الاول والآخر'' وہ خود اپنی ذات میں منفرد اور یگانہ ہو۔ وہ ایسا ایک ہے جس سے پہلے کچھ نہیں ہے اور ایک کے بعد ایک ہی کا تکرار ہے اور کچھ نہیں۔''

دوسری صفت جو سورۃ الاخلاص میں معبود حقیقی کی بیان کی گئی وہ ''صمد'' ہے، یہ بھی ایسا لفظ ہے جس کا اردو میں کوئی ایک مترادف موجود نہیں۔ صمد وہ ہے جس کے سب محتاج ہوں اور وہ کسی کا محتاج نہ ہو وہ سب کی حاجات سے واقف اور سب کی ضرورتوں کو پورا کرتا ہو سب اسی کا سہارا لیتے ہوں۔ وہ ہر عیب سے پاک اور ہر نقص سے ماوراء ہو۔

تیسری صفت سورۃ الاخلاص میں یہ بیان کی گئی کہ معبود حقیقی کا وجود کسی کا مرہون منت نہیں ہے۔یعنی کوئی ایسا نہیں ہے جس سے وہ وجود میں آیا ہو اور نہ کوئی ایسا ہے جو اسے وجود میں لایا ہو کہ اس کی ذات تجزی تقسیم اور ترکیب سے پاک ہے اس کا کسی سے کوئی نسبی تعلق نہیں ہے نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ کوئی اور اس کی اولاد ہے اور نہ اس کی کوئی بیوی ہے اور نہ اس کا کوئی ساجھی اور ہمسر ہے کہ وہ قدیم ہے ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔وہ اس وقت بھی موجود تھا جب کچھ نہ تھا اور اس وقت بھی موجود ہوگا جب ہر شئے فنا ہو جائے گی۔

چوتھی صفت معبود حقیقی کی یہ بیان کی گئی کہ کوئی اس کا ہمسر،اس کا مقابل اور اس جیسا نہیں ہے۔

(معارف القرآن)

دنیا کے تمام مذاہب معبود حقیقی کی ان صفات سے نا آشنا ہیں۔دنیا میں پائے جانے والے مذاہب میں سے کسی مذہب میں بھی معبود حقیقی کا یہ تصور موجود نہیں ہے حتیٰ کہ یہودیت اور مسیحیت بھی ان حقائق کو فراموش کر چکے ہیں۔

ہندو مذہب ایک دیومالائی (Mythological) مذہب ہے۔اور یہ بالکل یونان کی دیو مالا (GREEK MYTHOLOG) کے مشابہ ہے،یہاں خداؤں کی کثرت ہے جو جنگوں میں حصہ لیتے ہیں،شادیاں کرتے اور ان کی اولاد ہوتی ہے۔دیوتاؤں کی کثیر تعداد میں کچھ زیادہ با اختیار ہوتے ہیں اور کچھ کا اختیار اور قدرت محدود ہوتی ہے۔اس کے علاوہ بے شمار ارواح خبیثہ بھی موجود ہیں۔ہندو ان لاتعداد معبودوں کے ساتھ ارواح خبیثہ کی بھی پوجا کرتے ہیں۔

ہندو مذہب میں بندگی کا دائرہ بہت وسیع ہے اور اس کے لئے ہزاروں معبود بھی ناکافی ہیں۔چنانچہ ہندو جمادات و حیوانات کی بھی بندگی کرتے ہیں حتیٰ کہ انسانی اعضائے تناسل کی پرستش میں عار محسوس نہیں کرتے بلکہ انسانی اعضائے تناسل کی پرستش کے لئے باقاعدہ مندر موجود ہیں۔

ویدک دور میں مظاہر فطرت کی بھی پرستش کی جاتی تھی لیکن بعد میں تین خداؤں کو مرکزی خداؤں کا درجہ حاصل ہو گیا۔یہ تین خدا یہ ہیں۔برہما،وشنو اور شیو۔ان تینوں میں سے کسی ایک کی پوجا ہندو دھرم کا لازمی حصہ ہے۔

ڈاکٹر شرما نے اپنی کتاب (Hindu Ethics) میں ان تینوں دیوتاؤں کی تفصیل بیان کی ہے۔

برہما:

یہ خالق عالم اور کائنات کا نقطہ آغاز ہے۔ تینوں دیوتاؤں میں یہ سب سے اعلیٰ مرتبہ کا حامل ہے۔چونکہ ہندو ذہنیت مادی اشیاء کی عبادت کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہے اس لئے عبادت کے اعتبار سے اس کی بندگی بہت کم ہے۔سارے ہندوستان میں چند ہی ایسے مندر ہیں جو برہما کے نام پر بنے ہیں۔برہما ایک روح مطلق ہے اور قائم بالذات ہے پوری کائنات اسی کے طفیل وجود میں آئی۔نروان کے حصول کا مطلب اس روح مطلق میں جذب ہو جانا ہے خواہ اس کے لئے کتنے ہی جنم لینے پڑیں۔برہما نے سارے دیوتاؤں کو پیدا کیا ہے جو اس زمین پر اپنے اپنے خاندان کے ساتھ رہا کرتے تھے اس کے بعد برہما نے انسان کو پیدا کیا تو دیوتا اس زمین کو چھوڑ کر دوسری دنیا میں چلے گئے۔البتہ تینوں اصلی دیوتا اور ان کی بیویاں اسی دنیا میں موجود ہیں۔ان کی پوجا کرکے اور ان کی رضا حاصل کرکے انسان خوش رہ سکتا ہے اور مرنے کے بعد جب دوسرے جنم میں آئے گا تو اسے کوئی تکلیف نہیں اٹھانی پڑے گی۔

ہندو عقیدے کے مطابق دنیا کی کل عمر چودہ لاکھ برس ہے جو چار ادوار میں منقسم ہے اور ان میں سے ہر دور ایک جگ کہلاتا ہے۔ان چار جگ میں سے پہلا ست جگ ہے یعنی سچائی کا دور اس کی مدت سات لاکھ برس ہے۔دوسرا جگ ۲ لاکھ ۵۰ ہزار برس کا ہے۔تیسرا جگ ۳ لاکھ پچاس ہزار برس اور چوتھا جگ ایک لاکھ برس پر محیط ہے اس کے بعد دنیا بالکل فنا ہو جائے گی اور اس کے لاکھوں سال بعد پھر دوسرا عالم پیدا ہوگا۔

برہما کے مجسمے میں چار ہاتھ اور چار سر ہوتے ہیں۔ایک ہاتھ میں چمچا دوسرے میں لوٹا تیسرے میں تسبیح اور چوتھے میں وید ہوتی ہے۔اس کی سواری ہنس ہے یہ اپنی بیوی سرسوتی کے ساتھ رہتا ہے جو فنون لطیفہ کی دیوی ہے اور مور پر سوار ہوتی ہے۔

وشنو:

ہندو ازم میں دوسرا بڑا دیوتا وشنو ہے اسے معبود شمس ظاہر کیا گیا ہے۔یہ اشیاء کی حفاظت اور ان کی بقاء کا ذمہ دار ہے اس کی اہمیت شیو دیوتا سے زیادہ ہے۔وشنو کی پرستش کرنے والوں کی علامت یہ ہے کہ وہ صبح سویرے اپنی پیشانی پر سرخ گیرو سے وشنو کی مثلث نما علامت بناتے ہیں۔

ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ عبادتوں قربانیوں اور منتوں کے ذریعے وشنو کو عالم مادی میں نزول پر آمادہ کیا جا سکتا ہے۔وہ کسی عظیم انسان کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور معجزانہ کارنامہ انجام دیتا ہے۔ہندوؤں کے جملہ عظمائے رجال وشنو کا ہی مظہر ہیں،وشنو کی روح ان لوگوں میں حلول کر جاتی ہے،وشنو کی روح صرف انسانوں میں حلول نہیں کرتی بلکہ حیوانات اور نباتات میں بھی حلول کر جاتی ہے۔

دنیا کو تباہی سے بچانے کے لئے وشنو مختلف اوقات میں ظاہر ہوتا ہے۔اس کے کل دس اوتار ہیں،نو ظاہر ہو چکے ہیں۔دسواں اوتار کالکی ہے جو

چار لاکھ پچیس ہزار (۴،۲۵،۰۰۰) برس بعد ظاہر ہوگا۔ اس کے پہلے نو اوتار مچھلی، کچھوے اور بونے کی صورتوں میں ظاہر ہوئے ہیں۔ جبکہ ساتواں اوتار رام چندر جی کی صورت میں اور آٹھواں اوتار کرشن کی صورت میں ظاہر ہو چکے ہیں۔ نواں اوتار بدھ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔

**شیو:**

یہ تباہی اور بربادی کا دیوتا ہے۔ اس کے مجسمے میں اس کی پیشانی پر ایک تیسری آنکھ (تری لوچن) بنائی جاتی ہے شیو جب اسے کھولتا ہے تو اس سے آگ نکلنا شروع ہو جاتی ہے اور ہر چیز جل کر راکھ ہو جاتی ہے۔ کام دیو (عشق کا دیوتا) اس کی نگاہ غضب کا شکار ہو کر اپنے جسم سے محروم ہو گیا۔

شیو کے ماننے والوں کی علامت لنگم (انسان کا عضو تناسل) ہے اور اس نشان سے مندر بھرے ہوتے ہیں پجاری مندر میں جاتے ہیں اور لنگم کو بوسہ دیتے ہیں اور ان سے دعائیں مانگتے ہیں شیو جی کی پرستش کی شکتی پوجا کیا جاتا ہے۔ شکتی کے معنی جنسی قوت اور جماع کے ہیں۔ لنگم کے بالمقابل یونی (عورت کا نسوانی عضو) کی بھی پرستش ہوتی ہے۔ شیو کی بیوی کا نام کالی دیوی ہے جو موت اور زندگی کی دیوی سمجھی جاتی ہے۔ اس کے بارے میں یہ عقیدہ ہے کہ یہ ایک دن میں دنیا تباہ کر دے گی اس دیوی کی شکل بہت ڈراونی بنائی گئی ہے سیاہ رنگ زبان باہر نکلی ہوئی، گلے میں سانپوں اور کھوپڑیوں کی مالا پڑی ہوئی انسانوں کی لاشوں پر ناچتی ہوئی نظر آتی ہے۔

ان تین دیوتاؤں پر بس نہیں بلکہ دیوتا بے شمار ہیں۔ اپسرائیں ہیں، ناگا سانپ بھی دیوتا ہے، راکشش یا دیو بھی ہیں جن میں راون بہت مشہور ہے اس کے دس سر ہیں۔ مذکورہ دیوی دیوتاؤں کے علاوہ ذاتی خانگی اور ہر گاؤں کے جدا جدا دیوتا ہیں۔ ہندو دیوی دیوتاؤں کی تعداد ۳۳ کروڑ تک پہنچتی ہے۔

**گائے کی پوجا:**

قدیم ترین زرعی معاشروں میں گائے بیل کی بہت اہمیت رہی ہے۔ بنو اسرائیل مصر میں رہے جہاں بیل کی معبود کی طرح پرستش ہوتی تھی وہاں ان کے دلوں میں بھی بیل کی محبت رچ بس گئی۔ ہندو مذہب میں بھی گائے مقدس جانور ہے اور اس کی پرستش کی جاتی ہے۔ گائے پرستی اس حد تک پہنچی کہ قدیم ہندوستان میں دھرماتما لوگ گائے کے گوبر میں سے دانے چن چن کر کھاتے اور گوبر کا پانی نچوڑ کر پیتے تھے۔ (مہابھارت) اور تمام دھرم شاستروں میں گائے کا گوبر اور پیشاب پینا گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے (منوسمرتی) برہمن منوں گوبر نچوڑ کر روزانہ اس سے غسل کرتے تھے۔ (مہابھارت)

مہاتما گاندھی نے فرمایا کہ جب تک ہندوستان میں گائے ذبح ہوتی رہے گی ملک کو آزاد تصور نہیں کیا جائے گا۔ ان کے اپنے الفاظ ہیں:

"Freedom is no freedom at all if cow slaughter is not prohibited.

سوامی دیانند فرماتے ہیں کہ:

"وید کی رو سے ذبح گائے کے جرم میں ہزاروں لاکھوں انسانوں کو ذبح کر کے گائے کو خوش کرنا چاہئے۔"

**رام چندر جی!**

وشنو کے ساتویں اوتار، ہندوؤں میں سب سے زیادہ تعظیم اور بندگی کے مستحق دیوتا جو نیکی اور بہادری کا مجسم پیکر تھے۔ ہو سکتا ہے کہ رام چندر جی کسی قدیم ہندو قبیلے کے سردار ہوں اور بعد میں ان کی تکریم اور تعظیم بڑھتے بڑھتے انہیں دیوتا کا درجہ مل گیا ہو۔

رام چندر جی اودھ کے راجہ دسرتھ کے بڑے فرزند تھے۔ راجہ دسرتھ نے انہیں دستور کے مطابق اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا لیکن ان کی سوتیلی ماں کیکئی اپنے بیٹے بھرت کو بادشاہ کا جانشین مقرر کرانا چاہتی تھی۔

دسرتھ کی تین بیویاں تھیں۔ عرصے تک لاولد رہے انہیں تخت کے وارث کی بہت آرزو تھی جب انہیں تینوں بیویوں میں سے کسی بھی اولاد کی امید نہ رہی تو انہوں نے پترشتی گیہ منانے کا فیصلہ کیا، رشی شرنگ کو قربانی کی رسم ادا کرنے کی دعوت دی۔ انہوں نے پنڈ تیار کئے اور دسرتھ کی تینوں بیویوں کو کھلائے پنڈ کے کھانے کے بعد تینوں کے تین بیٹے ہوئے۔ کوشلیا سے رام، کیکئی سے بھرت اور سترا سے جڑواں لکشمن اور شتروگھن پیدا ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد رام کی شادی سیتا سے ہوئی اور بادشاہ نے انہیں تخت و تاج سپرد کرنے کا ارادہ کیا۔ یہ تیاریاں ہو رہی تھیں کہ کیکئی نے مطالبہ کیا کہ اس سے شادی کی جو شرط طے ہوئی تھی اسے پورا کیا جائے اور اس نے مطالبہ کیا کہ اس کے بیٹے بھرت کو تخت پر بٹھایا جائے اور رام کو بارہ برس کے لئے بن باس بھیجا جائے۔

غرض بھرت بادشاہ بن گیا اور رام ان کی بیوی سیتا اور ان کا سوتیلا بھائی لکشمن بن باس لینے چلے گئے۔ یہ تینوں جنگل میں زندگی گزار رہے تھے کہ لنکا کے راجہ راون نے سیتا کو اغوا کرلیا۔ رام اور لکشمن نے سیتا کی تلاش شروع کی راستے میں ان کی ملاقات وانرا (بندر) نسل کے دو سردار سگریو اور ہنومان سے ہوئی اور ان کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا ان کی مدد سے اس مقام کا پتہ چلا جہاں سیتا کو رکھا گیا تھا اور ان کی مدد سے لنکا پر چڑھائی کی جنگ میں راون ہار گیا سیتا کو آزاد کرالیا گیا اس دوران بارہ برس بھی گزر چکے تھے اور کیکئی کی شرط پوری ہو چکی تھی اب رام واپس آگئے اور ایودھیا کے بادشاہ بن گئے۔

یہ رامائن کا مختصر خاکہ ہے جو ولمیکی نے بیان

کیا ہے۔اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جس پر رام کو معبود بنالیا جائے خود والمیکی نے انہیں انسان بتایا ہے۔رام کی پیدائش معجزاتی بیان کی جاتی ہے کہ ان کی پیدائش رشی شرنگ کے تیار کئے گئے پنڈ سے ہوئی یہ خرافاتی شوشہ اس کھلی حقیقت کو چھپانے کے لئے تیار کیا گیا ہے کہ رام کوشلیا کے رشی شرنگ کے تعلق سے ہوئی۔والمیکی نے رامائن میں اس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ رام وشنو کے اوتار ہیں اور یہ وشنوی تھے جنہوں نے دسرتھ کے بیٹے رام کے روپ میں جنم لینے پر رضامندی ظاہر کی تھی۔ برھما کو یہ بات معلوم ہوئی تو انہوں نے ارادہ کیا کہ وشنو کے اوتار رام کو پوری کامیابی دلانے کے لئے طاقتور ساتھیوں کی مدد کا انتظام کرنا چاہئے۔

دیوتاؤں نے برھما کے حکم پر اس طرح عمل کیا کہ انہوں نے اپسراؤں اور تمام غیر شادی شدہ لڑکیوں اور وقار کی جائز بیویوں کے ساتھ مباشرت کی اور اس طرح اوتاروں کو جنم دیا جو رام کے مددگار بنے۔

اس طرح رام کی پیدائش ایک عام حرام کاری کے ساتھ ہوئی۔ان کی سیتا کے ساتھ شادی بھی محل نظر ہے کیونکہ بدھ رامائن کے مطابق سیتا دسرتھ کی اولاد تھی اور رام کی سوتیلی بہن تھی۔جبکہ والمیکی کے بیان کے مطابق سیتا ودیہا کے راجہ جنک کی بیٹی تھی اس لئے رام کی بہن نہیں تھی لیکن خود یہ بات بھی صحیح نہیں ہے کہ خود والمیکی کے بیان کے مطابق سیتا جنک کی حقیقی بیٹی نہیں تھی بلکہ ایسی لڑکی تھی جو کسان کو کھیت میں ہل چلاتے ہوئے ملی تھی جس کی جنک نے پرورش کی یعنی صرف ظاہری طور پر سیتا کو جنک کی بیٹی کہا جاسکتا ہے۔

رام کی خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ بیان کی جاتی ہے کہ ان کی ایک ہی بیوی تھی جبکہ خود والمیکی نے رام کی متعدد بیویوں کا ذکر کیا ہے، جو ان کی بہت داشتاؤں کے علاوہ تھیں۔خود سیتا کے حصول کے سلسلے میں راون کا کردار مشکوک اور قابل اعتراض نظر آتا ہے اور وہ اس طرح کہ سگریو اور ہنومان ایسے دوستوں کی تلاش میں تھے جو بالی سے تخت دلانے میں مددگار ہوں فوراً معاملہ طے پاگیا کہ رام بالی کے مارنے میں سگریو کی مدد کریں گے اور کشکندھ کے تخت پر بیٹھائیں گے اور سگریو اور ہنومان سیتا کے حصول میں رام کی مدد کریں گے۔رام نے دوران جنگ چھپ کر تیر چلایا اور بالی کو ماردیا۔اس وقت بالی کے پاس کوئی ہتھیار نہیں تھا اور رام کی اور بالی کی باہمی کوئی دشمنی نہیں تھی۔

رام جی جب لنکا پہنچے وہاں بھی انہوں نے ایسی ہی حرکت کی۔راون کے بھائی بھیشن سے یہ معاملہ کیا کہ وہ اپنے بھائی کے بارے میں مدد کرے اور رام اسے تخت پر بٹھانے میں مدد کریں گے چنانچہ رام راون اور اس کے بیٹے کو مار کر سب سے پہلا کام یہ کرتے ہیں کہ وہ بھیشن کی تاج پوشی میں شرکت کرتے ہیں۔راون کے خاتمہ کے بعد وہ سیدھے سیتا کے پاس نہیں جاتے بلکہ ہنومان کو بھیجتے ہیں۔سیتا ہنومان پر رام کے دیدار کی خواہش کرتی ہیں لیکن رام دس ماہ تک سیتا سے ملاقات نہیں کرتے اور جب سیتا ان کے پاس آتی ہیں تو رام ان کی عصمت پر شک وشبہ ظاہر کرتے ہیں۔سیتا اپنی پاکدامنی ثابت کرنے کے لئے آگ کے دھکتے الاؤ میں سے گزرتی ہیں اور صحیح سالم نکل آتی ہیں۔سب دیوتا اس پر سیتا کی پاکدامنی پر یقین کرلیتے ہیں اس کے بعد رام سیتا کو اپنے ساتھ ایودھیا لے جانے پر رضامند ہوتے ہیں۔

ایودھیا واپس آکر رام تو بادشاہ بن جاتے ہیں مگر سیتا زیادہ دنوں ملکہ نہیں رہتیں۔ والمیکی کا بیان ہے کہ چند روز بعد ہی سیتا حاملہ ہوگئیں انہیں حاملہ دیکھ کر پھر ان پر الزامات لگے اور ان الزامات سے بددل ہو کر رام نے سیتا کو چھوڑنے کا فیصلہ کرلیا۔اور اس کے لئے انہوں نے پھر ایک مکاری سے بھرپور چال چلی۔ انہوں سیتا سے پوچھا کہ کیا تمہیں کسی چیز کا اشتیاق ہے تو سیتا نے کہا کہ وہ ایک رات کے لئے گنگا کے کنارے رشی کے آشرم میں رہنا چاہتی ہیں۔رام خوش ہوگئے اور فوراً وعدہ کرلیا۔ایک خفیہ اجلاس میں انہوں نے اپنے بھائیوں کو بلوایا اور سیتا کو چھوڑ دینے کا ارادہ ظاہر کیا۔ازاں بعد لکشمن سے کہا کہ وہ صبح کو سیتا کو رتھ میں بیٹھا کر لے جائیں اور گنگا کے کنارے رشی کے آشرم میں چھوڑ آئیں۔رام نے لکشمن کو بتایا کہ خود سیتا کی یہی خواہش ہے۔

گنگا کے کنارے پہنچ کر لکشمن سیتا کے قدموں میں گر پڑے اور انہیں بتایا کہ انہیں یہاں تنہا رہنے کا حکم ملا ہے۔رام کے ہاتھوں جنگل میں مرنے کے لئے چھوڑ دی گئی سیتا والمیکی کے آشرم میں پناہ لیتی ہے۔والمیکی نے انہیں پناہ دی اور اپنے پاس رکھا وہاں انہوں نے دو لڑکوں کو جنم دیا جو لو اور کش کہلاتے ہیں۔والمیکی نے ان لڑکوں کی پرورش کی بارہ برس تک دونوں لڑکے جنگل میں والمیکی کے آشرم میں رہے جو ایودھیا سے زیادہ فاصلے پر نہ تھا لیکن مثالی شوہر اور پیارے باپ نے خبر تک نہ لی۔

بارہ برس بعد رام سیتا سے عجیب وغریب طریقے پر ملتے ہیں۔رام نے یگیہ کرنے کا فیصلہ کیا اور تمام رشیوں کو حاضر ہونے کی دعوت دی۔والمیکی بھی سیتا کے دونوں بیٹوں کو لے کر پہنچا اور انہیں اپنے چیلوں کے طور پر متعارف کروایا۔دونوں نے یگیہ کے دن رامائن کا پاٹھ کیا۔رام کو پتہ چلا کہ یہ دونوں سیتا کے بیٹے ہیں، اب انہیں سیتا کا خیال آیا انہوں نے والمیکی سے کہا کہ سیتا کو لائیں اور وہ یہاں آکر اپنی پاکدامنی کی قسم کھائیں۔

(جاری ہے)

محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے

# رہ گئی رسمِ اذاں روحِ بلالی نہ رہی!

مولانا حافظ خلیل الرحمٰن راشدی

گزشتہ سے پیوستہ

**حضرت ام حبیبہؓ اور ان کے والد ابوسفیانؓ کا واقعہ:**

واقعہ یہ ہے کہ جحش بن ایاب اسدی کے تین بیٹے حضرت عبداللہ بن جحشؓ، عبیداللہ بن جحش اور عبد بن جحشؓ جو ابواحمد بن جحشؓ کے نام سے مشہور تھے، یہ نابینا بھی تھے، اور تین بیٹیاں تھیں، حضرت ام المومنین زینب بنت جحشؓ، ام حبیبہؓ بنت جحش، حمنہ بنت جحشؓ اور ان سب کی والدہ حضور کی حقیقی پھوپھی اُمیمہ بنت عبد المطلب تھیں، یہ بھائی بہن سب نے ہجرت حبشہ سے پہلے ہی قبول اسلام کا شرف حاصل کرلیا تھا، ان میں سے عبید اللہ بن جحش کا نکاح ابوسفیان کی صاحبزادی حضرت ام حبیبہؓ کے ساتھ ہوا تھا، انہوں نے بھی ہجرت حبشہ سے قبل ہی قبول اسلام کا شرف حاصل کرلیا تھا، اور جب کفار نے طرح طرح کی ایذا رسانی سے تنگ کردیا تو آپ ﷺ نے حبشہ ہجرت کرنے کی اجازت دیدی، تو یہ خاندان بھی بھائی بہن سب ہجرت کرگئے، اس میں حضرت ام حبیبہؓ بھی اپنے شوہر عبیداللہ بن جحش کے ساتھ حبشہ ہجرت کرگئیں، کچھ عرصہ بعد عبداللہ بن جحش اپنے بھائی عبد بن جحشؓ وغیرہ کو لے کر واپس آگئے اور غزوہ بدر سے بہت پہلے مدینہ منورہ ہجرت کرگئے اور عبیداللہ بن جحش حبشہ ہی میں نصرانی بن کر وہاں فوت ہوگیا۔

جب آنحضرت ﷺ کو معلوم ہوا کہ حضرت ام حبیبہؓ اپنے شوہر عبیداللہ بن جحش کے نکاح سے الگ ہوگئی ہیں، تو آپ ﷺ نے مدینہ منورہ سے پیغام نکاح بھیجا تو حضرت نجاشیؓ نے حضرت جعفرؓ اور ان کے ساتھیوں کو دربار میں بلوا کر فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے میرے پاس ام حبیبہؓ کا پیغام بھیجا ہے۔

ان سب کی موجودگی میں شاہ حبشہ حضرت نجاشیؓ نے حضرت ام حبیبہؓ کا نکاح آنحضور کے ساتھ چار سو دینار اور ابوداؤد شریف اور نسائی شریف کی روایت میں چار ہزار درہم مہر پر کردیا اور اس کے بعد حضرت نجاشیؓ نے تمام حاضرین کو یہ کہہ کر دعوت کھلائی کہ نکاح کے وقت کھانا کھلانا حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے اور حضرت شرحبیل بن حسنہؓ کی معیت میں مدینہ منورہ روانہ فرمادیا، جب صلح حدیبیہ کے بعد قریش نے آپ ﷺ کے ساتھ عہد شکنی کی تھی اور آپ کی طرف سے فتح مکہ کی تیاری ہورہی تھی تو ابوسفیان کو سخت خطرہ محسوس ہوا تجدید صلح کے لئے مدینہ منورہ آیا، اور اپنی بیٹی ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ کے گھر پہنچا، اس وقت ان کے گھر میں حضور ﷺ کا بستر بچھا ہوا تھا، ابوسفیان کے داخل ہوتے ہی حضرت ام المومنین ام حبیبہؓ نے آپ ﷺ کا بستر سمیٹ دیا، یہ دیکھ کر ابوسفیان نے پوچھا، بیٹی! تم نے میرے آنے کے بعد بجائے بستر صاف کرکے اچھی طرح بچھا دینے کے سمیٹ کیسے لیا؟ تو جواب دیا کہ یہ سرکار دو عالم ﷺ کا پاک بستر ہے، آپ مشرک اور ناپاک ہیں، اس لئے میں نے یہ گوارا نہیں کیا آپ ﷺ کے پاک بستر پر آپ جیسے ناپاک کو بیٹھنے دوں، یہ حُبِ ایمانی ہے، جو باپ کی محبت طبعی اور تعلق پر ہرچند غالب ہے۔

**حضرت علیؓ کا ریشمی جوڑے عورتوں میں تقسیم کردینا:**

ایک مرتبہ مال غنیمت میں کچھ ایسے عمدہ جوڑے آئے ہوئے تھے جن میں ریشم بھی ملا ہوا تھا اور ریشم کی دھاریاں پڑی ہوئی تھیں، ان میں سے ایک جوڑا حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کو بھی عنایت فرمایا، حضرت علیؓ کو یہ مسئلہ معلوم نہیں تھا کہ ریشمی کپڑے مردوں کے لئے ممنوع ہوچکے ہیں اور عورتوں کے لئے جائز ہیں اور حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ وہ جوڑا خود پہن کر حضور ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوا، جب حضور ﷺ نے مجھے اس جوڑے میں دیکھا تو ناگواری کا اظہار فرمایا، میں فوراً سمجھ گیا کہ اس کا پہننا حضور ﷺ کو پسند نہیں ہے، فوراً جاکر گھر کی عورتوں میں تقسیم کردیا۔

حبیب ﷺ کی محبت اور مرضی کے سامنے طبعی خوشی اور آرزو سب کچھ قربان کردیا ہے۔ (بخاری)

**آپ ﷺ کی ناگواری پر عالیشان قبہ والی عمارت توڑنے کا واقعہ:**

ابوداؤد شریف میں ایک حیرت ناک واقعہ موجود ہے کہ حضور ﷺ ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں کہیں تشریف لے جارہے تھے، تو دیکھا کہ ایک عمارت بڑی شان وشوکت کے ساتھ بنائی گئی ہے اور اس پر قبہ بھی بنا ہوا ہے، جب آپ ﷺ نے یہ منظر دیکھا تو صحابہؓ سے معلوم کیا کہ یہ مکان کس کا ہے؟ تو بتلایا گیا کہ فلاں کا مکان ہے، اس کے بعد جب ان صحابیؓ نے

حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کیا تو حضور ﷺ نے ان کے سلام کا جواب دینے سے اعراض فرمایا، تو ان صحابی نے دوسرے صحابہؓ سے دریافت کیا کہ آخر کیا وجہ ہے کہ حضور ﷺ ہم سے ناراض ہیں؟ تو ان کو جواب ملا کہ حضور ﷺ نے آپ کے گھر کا قبہ دیکھا ہے، جب یہ سنا تو سیدھے اپنے گھر آکر پوری عمارت کو منہدم کر کے زمین سے ہموار کردیا، اس کے بعد حضور ﷺ سے آکر یہ بتلایا بھی نہیں کہ میں نے وہ عمارت توڑ دی ہے، بس دماغ میں یہ بات بیٹھ گئی تھی کہ یہی عمارت محبوب کی ناراضگی کا سبب ہے اور محبوب کی مرضی کے سامنے اس طرح عمارت اور آرزو سب قربان ہیں، اس کے بعد پھر حضور ﷺ کا وہاں سے گزر ہوا تو دیکھا کہ عمارت بالکل ختم ہے، تو حضور ﷺ نے صحابہؓ سے پوچھا، تو جواب ملا کہ آپ ﷺ کی ناراضگی کا ان پر اثر پڑا، انہوں نے اس وجہ سے آکر پوری عمارت ختم کردی، اس کے بعد حضور ﷺ ان صحابی سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ دنیا کے اندر ہر عمارت مالک پر وبال ہے، ہاں البتہ سر چھپانے اور ضروریات زندگی کے بقدر گھر بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

کتنی بڑی حیرت کی بات ہے کہ محبوب کی مرضی کے سامنے اپنی آرزو اور خوشی اور اپنے بچوں کی خوشی اور آرام سب کچھ قربان کردیا۔

**پہلا واقعہ حضرت سعد اسودؓ کا:**

حضرت سعد اسودؓ ایک جوان قابل قدر صحابی تھے، ان کا واقعہ سیرت کی کتابوں میں عجیب وغریب انداز سے نقل کیا گیا ہے، حضرت انسؓ سے امام عزالدین ابن الاثیرؒ نے اسد الغابہ کے اندر مفصل طور پر نقل فرمایا ہے۔ اس مفصل روایت کا خلاصہ ہم آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

حضرت سعد اسودؓ نہایت کالے اور نہایت بدصورت تھے، انہوں نے اپنی شادی کے لئے مدینہ منورہ کے ہر قبیلہ میں پیغام پیش کیا اور بڑی کوششیں کیں مگر ان کی بدصورتی اور ان کے زیادہ کالے ہونے کی وجہ سے کسی نے اپنی لڑکی ان کو دینا پسند نہیں کیا اور شادی کے لئے ہر ممکن کوشش کر چکے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد اسودؓ حضور ﷺ کی خدمت میں آکر عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ! کیا میرا کالا پن اور بدصورتی مجھے جنت میں داخل ہونے سے روک سکتی ہے؟ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لا چکے ہو اور تقویٰ و پرہیزگاری کا راستہ اختیار کر چکے ہو تو ایسا ہرگز نہیں ہوگا بلکہ اللہ کے یہاں تمہارا بلند مقام ہوگا، تو حضرت سعد اسودؓ نے کلمہ پڑھ کر اپنا ایمان ثابت کیا اور حضور ﷺ کے سامنے اپنی پریشانی کا اظہار کیا کہ یا رسول اللہ! جو لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور جو آپ ﷺ کی مجلس میں نہیں آتے ہیں، دونوں قسم کے لوگوں کے یہاں میں نے شادی کا پیغام دیا ہے، لیکن میری بدصورتی کی وجہ سے کوئی بھی اپنی لڑکی دینے کے لئے تیار نہیں ہے تو حضور ﷺ نے ان کے لئے مدینہ منورہ کے سب سے باعزت گھرانے کی پڑھی لکھی سمجھ دار لڑکی منتخب فرمائی اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم عمرو بن وہب ثقفی کے پاس جاؤ، ان کی لڑکی جو سب سے زیادہ خوبصورت اور سب سے زیادہ سمجھدار ہے اس کے ساتھ میں نے تمہارا نکاح کردیا ہے۔

جب حضرت سعدؓ نے جا کر لڑکی کے ماں باپ کو اطلاع دی تو ماں باپ نے ان کو قبول کرنے سے انکار کردیا اور واپس کردیا، جب لڑکی نے یہ منظر دیکھا تو ماں باپ سے کہنے لگی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے خلاف وحی نازل نہ ہوجائے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے غضب سے بچئے! میں تو اپنے لئے پسند کرتی ہوں جس کو اللہ اور رسول ﷺ نے پسند فرمایا ہے، اس لڑکی کے بھی کمال ایمان کی انتہاء نہ رہی، اس نے بھی دلوں کو دیکھا، صورت کو نہیں دیکھا، اللہ اور رسول ﷺ کی خوشی کو دیکھا، جب لڑکی کے باپ حضور ﷺ کی مجلس میں گئے تو حضور ﷺ نے پوچھا کہ تم نے میرا بھیجا ہوا آدمی واپس کردیا؟ تو انہوں نے شرمندگی کا اظہار کیا اور توبہ کی، اور عرض کیا کہ ہم کو شبہ ہوا کہ انہوں نے کہیں جھوٹ نہ کہا ہو، ہم تو آپ ﷺ کے تابع ہیں، ہم ان کو اپنی لڑکی دیتے ہیں، چنانچہ ماں باپ نے اپنی چہیتی بیٹی کو حضرت سعد اسودؓ کے حوالے کردیا، لڑکی نے ماں باپ سے کہا تھا کہ جب اللہ اور اس کا رسول ﷺ کا کوئی فیصلہ ہوتا ہے تو اس میں کسی کو اختیار نہیں رہتا اور لڑکی نے یہ آیت پڑھی:

"وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا."

(الاحزاب:۳۶)

ترجمہ: "اور کسی مؤمن مرد اور مؤمنہ عورت کے لئے جب اللہ اور رسول کوئی فیصلہ کردیں تو ان کو اپنی طرف سے کوئی اختیار نہیں رہتا اور جو شخص اللہ اور رسول کی نافرمانی کرے گا وہ کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا ہوجائے گا۔"

اس کے بعد حضرت سعد اسودؓ اپنی بیوی کے لئے بازار سے کچھ سامان خریدنے کے لئے تشریف لے گئے، اسی اثنا میں جنگ کا اعلان ہوا تو انہوں نے اپنی بیوی کے لئے سامان خریدنے کے بجائے اسی پیسہ سے تلوار، نیزہ، گھوڑا وغیرہ جنگی سامان خرید لیا اور جنگ میں جا کر لڑتے لڑتے شہید ہوگئے، تو حضور ﷺ نے ان کے سرمبارک کو اپنی گود میں لیا اور پھر ان کی

تلوار اور گھوڑا وغیرہ ان کی بیوی کے پاس بھیجا، ان کے سسرال والوں کو کہلا بھیجا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری لڑکی سے زیادہ خوبصورت لڑکیوں سے آخرت میں ان کی شادی کرادی ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ظاہری خوبصورتی کو نہیں دیکھتا بلکہ اندرونی سیرت اور قلوب کو دیکھتا ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت سعد اسود ؓ کو اعلیٰ مقام عطا فرمایا ہے۔

ان کے واقعہ سے معلوم ہوا کہ اللہ کی محبت کا مدار نبی ﷺ کی اتباع پر ہے اور جو نبی کی اتباع نہیں کرے گا اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت حقیقی نہیں ہوسکتی۔

**حضرت بلال ؓ کا واقعہ:**

حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد اکثر حضرات صحابہ کرام ؓ مدینہ منورہ سے دین پھیلانے کی غرض سے دوسری جگہوں میں منتقل ہوگئے، کوفہ، بصرہ، مصر، شام وغیرہ اور حضرت بلال ؓ حضور ﷺ کی وفات کے بعد ملک شام کی طرف جانے لگے تو حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے ان سے کہا کہ تم میرے پاس ہی مقیم رہو، چنانچہ حضرت صدیق اکبر ؓ کے زمانے میں بھی مدینہ میں مقیم رہ کر اذان دیتے رہے، جب حضرت صدیق اکبر ؓ کی بھی وفات ہوگئی تو انہوں نے اذان دینی بند کردی اور جہاد کے لئے روانہ ہونے لگے تو حضرت عمر ؓ نے فرمایا کہ آپ یہیں مدینہ میں مقیم رہ کر اذان دیتے رہیں، تو حضرت بلال ؓ نے جواب دیا کہ میں حضور ﷺ کی وفات تک اذان دیتا رہا، اس کے بعد صدیق اکبر ؓ کے زمانے میں بھی اذان دیتا رہا، اس لئے کہ صدیق اکبر ؓ نے مجھے خرید کر آزاد کیا ہے، اور میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ بلال! اللہ کے راستہ میں نکل کر جہاد سے زیادہ افضل عمل کوئی نہیں ہے، لہٰذا میں جہاد میں جاؤں گا، اب مجھے مدینہ منورہ میں رہنے کی ضرورت نہیں ہے، جن اماموں کے لئے اذان دیتا تھا وہ دنیا سے گزر چکے ہیں، اب تو میرے لئے سب سے افضل ترین عمل جہاد ہے لہٰذا حضرت عمر ؓ کے زمانہ میں جہاد کے لئے ملک شام روانہ ہوگئے اور وہیں جاکر مقیم ہوگئے اور وہاں کچھ مدت گزرنے کے بعد خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی، اس دوران حضور ﷺ نے حضرت بلال ؓ سے فرمایا کہ "اے بلال ؓ! یہ کیا جفا ہے؟ کیا اب تمہیں ہماری زیارت نہیں کرنا ہے؟ تو حضرت بلال ؓ نہایت غمگین اور پریشان ہوکر بیدار ہوئے اور فوری طور پر مدینہ منورہ کا سفر شروع کردیا، پھر مدینہ منورہ پہنچ کر حضور ﷺ کی قبر اطہر پر پہنچ کر زار وزار رونے لگے۔

پھر حضرت حسن ؓ وحضرت حسین ؓ کے پاس تشریف لائے اور ان دونوں کو بوسہ دینے لگے اور اپنے سینے سے چمٹانے لگے۔ حضرت حسن ؓ وحضرت حسین ؓ نے حضرت بلال ؓ سے درخواست کی کہ آپ صبح سویرے اذان دیجئے! تو ان دونوں کی گزارش پر حضرت بلال ؓ نے مسجد نبوی کی چھت پر چڑھ کر اذان دینی شروع فرمائی، جب انہوں نے ابتدائی الفاظ "اللہ اکبر، اللہ اکبر" اپنی زبان سے نکالے اور ان کی آواز مدینہ کے ہر طرف پہنچی تو مدینہ کے لوگوں میں عجیب وغریب حرکت واضطراب میں اور اضافہ ہوگیا اور پھر جب انہوں نے "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰہ" اپنی زبان سے نکالا تو مدینہ منورہ میں ایک عجیب وغریب شور پیدا ہوگیا اور عورتیں اپنی چادروں سے باہر نکل پڑیں، لوگوں میں ہوش وحواس باقی نہ رہے، لوگوں کو آنحضرت ﷺ کا زمانہ یاد آگیا۔

فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ کے مردوں اور عورتوں کو اس دن سے زیادہ روتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا گیا، حضرت بلال ؓ نے اپنی اذان کی آواز سے حضور ﷺ کے زمانہ کی بھولی ہوئی ساری باتوں کو یاد دلادیا، اس دن کی یہ اضطرابی اور بے چینی جو حضرات صحابہ کرام ؓ کے درمیان پیدا ہوئی تھی اس سے اندازہ لگایا جاسکتا تھا کہ صحابہ ؓ کے دلوں کے اندر حضور ﷺ کی ذات اقدس کے ساتھ کیا تعلق تھا اور کیا محبت تھی؟

اور اللہ تعالیٰ نے حضرت بلال ؓ کی اذان کی آواز میں جو کشش اور روحانیت پیدا کر رکھی تھی وہ کسی اور آواز میں نہیں تھی:

رہ گئی رسم اذاں، روح بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقینِ غزالی ؒ نہ رہی

**تیسرا واقعہ حضرت زاہر بن حزام ؓ کا ہے:**

شمائل ترمذی کے اندر ایک صحابی حضرت زاہر بن حزام اشجعی کا واقعہ بہت خوبصورت انداز سے نقل کیا ہے، یہ دیہات کے رہنے والے تھے، حضور ﷺ کے پاس دیہاتی تحفہ لایا کرتے تھے، سبزی، ترکاری وغیرہ جو بھی دیہات میں ان کو میسر ہوتا، حضور ﷺ کے لئے تحفہ میں لایا کرتے تھے، آپ ﷺ ان کا تحفہ بہت خوشی کے ساتھ قبول فرمالیا کرتے تھے، اور یہ صورت وشکل


Sonara Gold Colection

سونارا گولڈ کلیکشن

NP1/59 مرادلوہارا سٹریٹ، صرافہ بازار، میٹھادر، کراچی

Cell: 0300-8932894, 0313-8932894

کے اعتبار سے نہایت بدصورت تھے، لیکن ان کی سیرت اور کمال ایمان اعلیٰ درجہ کا تھا، جب یہ حضور ﷺ کے پاس سے دیہات واپس جاتے تھے تو آپ ﷺ ان کو کچھ تحفہ دیا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ مدینہ منورہ کے بازار میں حضرت زاہرؓ اپنا سامان فروخت کر رہے تھے، حضور ﷺ نے چپکے سے ان کے پیچھے سے آکر اچانک ان کی آنکھوں کو بند کر کے دبالیا، اب ان کو تو نظر نہیں آیا اور معلوم بھی نہیں کہ کون ہیں؟ ان کے ذہن میں یہ بات تھی کہ لوگوں میں سے کوئی ہے، زور زور سے شور مچانے لگے کہ یہ کون ہے؟ مجھے چھوڑ دو، کنکھیوں سے حضور ﷺ کو دیکھ کر پہچان لیا، جب حضور ﷺ کو پہچان لیا تو بجائے چھوڑ دو کہنے کے اپنی پیٹھ کو حضور ﷺ کے سینے سے چپکا دیا کہ محبوب حقیقی کے سینے سے میرے بدن کا لگ جانا خیر و برکت ہے، اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ کون خریدے گا؟ تو حضرت زاہرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! اگر آپ ﷺ مجھے بیچیں گے تو نہایت گھاٹا ہوگا، اس لئے کہ مجھ جیسے بدصورت کو بیچنے سے کیا پیسہ مل سکے گا؟ تو اس پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آپ اللہ کے یہاں کم قیمت اور سستے نہیں ہیں بلکہ اللہ کے نزدیک آپ بڑے قیمتی ہیں۔

اس واقعہ سے ہر شخص کو عبرت حاصل کرنے کی ضرورت ہے کہ اللہ اور رسول ﷺ کی محبت کا مدار انسانوں کے دلوں پر ہے، جس نے تقویٰ کا اعلیٰ مقام حاصل کرلیا ہے، اس نے حُبِّ خدا اور حبِّ رسول کا بھی اعلیٰ مقام حاصل کرلیا۔

حدیث میں آتا ہے کہ حضرت اسامہؓ بہت کالے تھے مگر حضرات صحابہؓ میں حضور ﷺ کو حضرت اسامہؓ سے محبت سب سے زیادہ تھی۔

ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ تم اس سے محبت کرو کیونکہ میں اس سے محبت رکھتا ہوں۔ (ترمذی)

(بشکریہ ماہنامہ الخیر ملتان فروری، مارچ ۲۰۱۲ء)

# قادیانیوں کی جانب سے تحریف شدہ قرآنی نسخے تقسیم کرنے کا انکشاف

## چھٹے پارے کی آیات ۱۵۷، ۱۵۸ میں تحریف کی گئی، قادیانی مسلمانوں کو دھوکا دے رہے ہیں، آگاہی پروگرام شروع کریں گے: مجلس تحفظ ختم نبوت

کراچی (اسٹاف رپورٹر) قادیانیوں کی جانب سے تحریف شدہ قرآنی نسخے تقسیم کرنے کا انکشاف ہوا ہے، جس کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں نے لوگوں کی آگاہی کے لئے تین ماہ کا تبلیغی پروگرام ترتیب دیا ہے۔ اس حوالے سے ایک اجلاس مرکزی دفتر کوئٹہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے صوبائی امیر مولانا عبدالواحد کی زیر صدارت ہوا، جس میں صوبائی خطیب مولانا انوارالحق حقانی، جامع مسجد شہری کے خطیب مولانا قاری عبداللہ منیر، جامع مطلع العلوم کے ناظم صاحبزادہ حافظ رشید احمد، شیخ الحدیث مولانا غلام غوث آریانوی، جامعہ ضیاء القرآن کے شیخ القرآن مولانا قاری عبدالرحیم رحیمی، مولانا محمد یونس ندیم، حاجی نعمت اللہ خان، مفتی محمد احمد خان، مفتی عزیز الرحمن، سید حزب اللہ، میر محمد اسلم رند، میر عبدالصمد بلوچ، غازی عبدالرحمن، حاجی رضوان احمد، ماسٹر سید محمد عثمان فضل الرحمن، سید صدرالدین اور حافظ حمزہ ملوک نے شرکت کی۔ اجلاس میں شرکاء کو بتایا گیا کہ قادیانی اپنے کفر کو اسلام کا نام دے کر مسلمانوں کو دھوکا دے رہے ہیں اور ایسے قرآنی نسخے چھپوا کر تقسیم کر رہے ہیں، جس کے ترجمے میں تحریف کی گئی ہے۔ بالخصوص چھٹے پارے کی آیات نمبر ۱۵۷، ۱۵۸ میں تحریف کی گئی ہے۔ اس لئے تمام اہل اسلام اس سے باخبر رہیں اور ایسے قرآن پاک کے نسخے فوری طور پر علماء کے حوالے کر دیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اس حوالے سے آئندہ سہ ماہی آگاہی پروگرام ترتیب دے دیا ہے۔ اجلاس میں بین الاقوامی لابیوں اور انسانی حقوق کے نام پر کام کرنے والی ملکی و غیر ملکی تنظیموں اور این جی اوز کی جانب سے اسلامی شقوں اور توہین رسالت کی دفعات نکالنے کے مطالبے کو مسترد کرتے ہوئے اس بات کی شدید مذمت کی گئی۔ اجلاس کے شرکاء نے ایمنسٹی انٹرنیشنل اور امریکی تنظیم ہیومن رائٹس واچ کے مطالبے کو بین الاقوامی مسلمہ قوانین، پاکستان کی خودمختاری کے منافی قرار دیا اور کہا کہ اگر حکمرانوں نے مغربی آقاؤں کی خوشنودی کے لئے ایسا سوچا بھی تو تمام مکاتب فکر یکجا ہو کر تحریک چلائیں گے اور ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے کسی قسم کی قربانی دینے سے گریز نہیں کریں گے۔

علاوہ ازیں اجلاس میں بتایا گیا کہ مارچ میں شہدائے ختم نبوت کانفرنس ہرنائی (بلوچستان) میں ہوگی، جب کہ چمن کی، دکی اور دوسرے شہروں میں مجلس کی تنظیم نو کرنے اور کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اجلاس میں ایک قرارداد بلوچستان بالخصوص کوئٹہ میں امن و امان کی صورتحال اور اغوا برائے تاوان کی وارداتوں پر تشویش کا اظہار کیا گیا اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ عوام کی جان و مال کے تحفظ کو ہر صورت میں یقینی بنائے۔ دریں اثنا اجلاس کے شرکاء نے مولانا عبدالغنی حقانی کے قتل کی مذمت کی۔ (روزنامہ امت کراچی ۲۰ فروری ۲۰۱۲ء)

خبروں پر ایک نظر

## کابل قرآن کی بے حرمتی پر ہزاروں افراد کا احتجاج امریکی کمانڈر نے معافی مانگ لی

بگرام، کابل (اے ایف پی، رائٹرز) افغان دارالحکومت کابل میں امریکی فوجی اڈے بگرام ایئربیس کے اندر غیر ملکی فوجیوں نے قرآن مجید کے متعدد نسخوں اور بڑی تعداد میں دیگر اسلامی کتب کو آگ لگا کر جلا دیا۔ اس بات کا انکشاف اس فوجی اڈے پر کام کرنے والے افغان مزدوروں کے حوالے سے ایک رپورٹ میں کیا گیا ہے جنہوں نے کچھ نسخوں کو مکمل طور پر جلنے سے بچالیا، ان میں کچھ نیم جلے قرآنی نسخے فرانسیسی خبر رساں ادارے کے فوٹوگرافر کو بھی دکھائے گئے۔ قرآن کریم کے نسخوں کو نذر آتش کرنے کی خبر نشر ہونے پر ہزاروں افغان احتجاج کرتے ہوئے سڑکوں پر نکل آئے اور بگرام ایئربیس جہاں یہ واقعہ پیش آیا تھا، کے باہر جمع ہو کر زبردست احتجاجی مظاہرہ کیا اور امریکا مردہ باد کے نعرے لگاتے ہوئے امریکی اڈے پر پٹرول بم پھینکے اور پتھراؤ کیا۔ دریں اثنا اڈے کی نگران چوکی سے مظاہرین پر ربڑ کی گولیاں برسائیں گئیں جس کے باعث متعدد افراد زخمی ہوگئے جبکہ اس دوران امریکی ہیلی کاپٹروں نے مظاہرین کو منتشر کرنے کے لئے روشنی کے گولے فائر کئے۔ ادھر جلال آباد روڈ پر ضلع پل چرخی میں واقع بڑے نیٹو فوجی اڈے کے نزدیک بھی ۵۰۰ افراد پر مشتمل جلوس نے احتجاجی مظاہرے کی شکل اختیار کرلی۔ مظاہرین نے واقعے کی مذمت کی اور امریکی سمیت غیر ملکی فوجیوں کے خلاف نعرے لگائے۔ اس واقعے کی تصدیق کرتے ہوئے افغانستان میں نیٹو فوج کے سربراہ امریکی جنرل جان ایلین نے قرآنی نسخوں اور دیگر اسلامی کتب کو جلائے جانے پر افغان صدر حامد کرزئی، افغان حکومت اور افغان عوام سے معافی مانگ لی ہے اور کہا ہے کہ اس سلسلے میں تحقیقات کے لئے ہدایت کردی گئی ہے۔

(روزنامہ جنگ کراچی، ۲۲ رفروری ۲۰۱۲)

## مولانا محمد حسین ناصر کا تبلیغی دورہ لاڑکانہ

لاڑکانہ (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے مبلغ مولانا محمد حسین ناصر دو روزہ تبلیغی دورہ پر لاڑکانہ گئے، جہاں مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومرو کے چھوٹے بھائی مولانا مسعود احمد سومرو کے مشورے سے مختلف مساجد میں عقیدۂ ختم نبوت کے سلسلہ میں بیانات ہوئے۔

جمعرات بعد نماز عشاء جامعہ اسلامیہ اشاعت القرآن والحدیث صدیق اکبر مسجد میں طلباء کرام سے تربیتی نشست ہوئی، جس میں مولانا نے کہا کہ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں زیادہ تر نوجوانوں نے قربانیاں دیں۔ ۱۹۷۴ء میں ملک کی تمام دینی و مذہبی جماعتوں نے مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے اسٹیج سے یکجہتی کا اظہار کیا تو ۹۰ سالہ قربانیاں رنگ لائیں، علماء کرام، سیاسی زعماء اور اہل وطن نے جیلیں بھر کر غلامی رسول کا ثبوت دیا اور بالآخر ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔

انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت قیامت تک کے لئے ہے، جس طرح سورج کے ہوتے ہوئے کسی اور روشنی کو تلاش کرنا بے وقوفی ہے، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہوئے کسی جھوٹے مدعی نبوت کی طرف دیکھنا اس سے بڑی حماقت ہے۔ کارکنان ختم نبوت آقائے نامدار امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے چوکیدار ہیں، جہاں کہیں بھی جھوٹے مدعیان نبوت پیدا ہوں گے اور مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکا زنی کریں گے تو ہم ان کا تعاقب کرتے ہوئے ان کے دجل وفریب کا پردہ چاک کرتے رہیں گے۔ مولانا موصوف نے جمعہ کا خطبہ نذر محلہ کی جامع مسجد میں دیا۔ یہ وہ آبادی ہے کہ جس میں قادیانی بھی رہتے ہیں اور بقول مقامی حضرات کے وہ مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ مولانا محمد حسین ناصر نے جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہماری قادیانیوں سے کوئی ذاتی دشمنی نہیں، اگر وہ مسلمان ہوجائیں اور مرزا غلام احمد قادیانی پر لعنت بھیج کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ ہوجائیں تو ہمارے بھائی ہیں۔ ہم صرف اور صرف ان کو جہنم سے بچا کر جنت میں جانے والا بنانا چاہتے ہیں۔ میں لاڑکانہ کے مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کے لئے میدان میں آئیں اور قادیانیوں کی شر انگیزیوں کو ناکام بناتے ہوئے سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان کا تحفظ کریں۔

## ردِقادیانیت کورس ڈسکہ، سیالکوٹ

ڈسکہ (محمد عارف شامی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام دارالعلوم مدنیہ میں ۱۴ تا ۱۶ فروری ۲۰۱۲ء کو سہ روزہ ردقادیانیت کورس منعقد ہوا۔ کورس کا دورانیہ صبح نو بجے سے عصر کی نماز تک ظہر کی نماز کے وقفہ کے ساتھ رہا۔

۱۴ فروری... کورس کا آغاز مولانا فقیر اللہ اختر کے سبق سے ہوا، جس میں انہوں نے کورس کے اغراض و مقاصد، ضرورت و افادیت کے عنوان سے لیکچر دیا۔

دارالعلوم مدنیہ کے استاذ مولانا غلام مرتضیٰ نے مسئلہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کی مبادیات پر لیکچر دیا۔ نصرت العلوم گوجرانوالہ کے شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی نے قادیانیت کی سنگینی اور ان کی ملک وملت دشمنی پر گفتگو فرمائی، پھر بعد نماز ظہر مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے اوصاف نبوت اور کذب مرزا پر خطاب کیا اور مرزا قادیانی کے کذاب و دجال ہونے کے پندرہ دلائل بیان کئے۔

۱۵ فروری... صبح نو سے دس تک گوجرانوالہ کے مبلغ مولانا محمد عارف شامی نے شرائط نبوت کے عنوان پر سیر حاصل گفتگو کی جبکہ مولانا غلام مرتضیٰ نے حیات مسیح علیہ السلام کے دلائل بیان کئے۔ بعد نماز ظہر مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے مسئلہ ختم نبوت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے مرزائیوں کا عقیدہ اور اجرائے نبوت کے سلسلہ میں قادیانیوں کے متدلات اوران کا رد کیا۔

۱۶ فروری... ۹ تا ۱۰ بجے تک مولانا غلام مرتضیٰ نے حیات عیسیٰ علیہ السلام کے دلائل دیئے، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے حضرت امام مہدی کا ظہور، علامات قیامت اور حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول کی علامات اور مرزا قادیانی کے دعویٰ مسیحیت ومہدویت کا رد پیش کیا۔ جمعیت علماء اسلام (س) کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عبدالرؤف فاروقی نے مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت اور اس کا پس منظر بیان کیا۔ آخری خطاب شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی نے کیا۔ شرکاء کورس اور کورس کے منتظمین، دارالعلوم مدنیہ کے مہتمم مولانا صاحبزادہ محمد ایوب خان، ان کے بھائیوں، جامعہ کے شیخ الحدیث مولانا محمد اسحاق کو کورس کے کامیاب انعقاد پر مبارکباد پیش کی اور ملک وملت کو قادیانیت سے درپیش خطرات، یہود و ہنود اور نصاریٰ کی سازشی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی، شرکاء کورس کو ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا۔ آخر میں کورس میں شریک ہونے والے تین سو کے قریب خواتین وحضرات کو اعزازی اسنادی دی گئیں۔ مولانا غلام مرتضیٰ اور قاری محمد یامین کنوینر مجلس کو اعزازی وامتیازی سندات پیش کی گئیں اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مطبوعہ لٹریچر کی ایک ایک کاپی دی گئی۔ کورس مولانا زاہد الراشدی مدظلہ کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

## ردِقادیانیت کورس اونچی کھرولیاں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۱۶ فروری ۲۰۱۲ء ظہر سے عشاء تک ختم نبوت کورس منعقد ہوا، جس کا انتظام مولانا عبداللطیف نے کیا۔ تلاوت و نعت کے بعد مولانا مطیع اللہ خطیب ڈیفنس لاہور، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت، مسلم قادیانی متنازعہ چند مسائل کے عنوان پر خطاب کیا۔ عصر سے مغرب تک مولانا غلام مرتضیٰ ڈسکہ نے لیکچر دیا۔ مغرب سے قبل عشاء تک مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے امام مہدی علیہ الرضوان اور حضرت مسیح علیہ السلام کی علامات ورفع و نزول پر بحث کی۔

## ختم نبوت کانفرنس میانوالی بنگلہ

میانوالی.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد ختم نبوت میں ۱۴ فروری ۲۰۱۲ء بعد نماز عشاء ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت چوہدری ریاست علی نے کی۔ جس سے بریلوی مکتب فکر کے مولانا بدرالدین، وڈالہ سندھواں کے مولانا احسان اللہ فاروقی، بدوملہی کے مولانا رشید احمد ملہی، میانوالی بنگلہ کے مولانا ناطق اقبال طوفانی، مولانا محمد عارف شامی گوجرانوالہ، مفتی محمد کاشف منڈیکی، مفتی محمد عثمان پسرور، مولانا محمد ایوب خان مہتمم دارالعلوم مدنیہ ڈسکہ، مولانا غلام مرتضیٰ ڈسکہ، نومسلم چوہدری سہیل احمد وڑائچ اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ کانفرنس ساڑھے بارہ بجے تک جاری رہی۔ نگرانی محمد اشفاق سندھو اور ان کے رفقاء نے کی۔

## ختم نبوت کانفرنس موسیٰ والا

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۱۵ فروری ۲۰۱۲ء بعد نماز عشاء جامع مسجد ختم نبوت موسیٰ والا میں عظیم الشان ختم نبوت منعقد ہوئی، جس کی صدارت جامع مسجد کے خطیب مولانا غلام مرتضیٰ نے کی۔ کانفرنس سے مولانا محمد عارف شامی، مولانا عبدالواحد سونگری، مولانا غلام مرتضیٰ اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ کانفرنس رات گئے تک جاری رہی۔

مولانا شجاع آبادی نے اپنے خطاب میں قادیانیت کا کامیاب تعاقب کرنے پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، مجلس احرار اسلام، جمعیت علماء اسلام، دارالعلوم دیوبند کے اساتذہ اور فضلاء کو خراج تحسین پیش کیا۔

# خاتم النبیین کانفرنسز حلقہ منظور کالونی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام حلقہ منظور کالونی، محمود آباد کراچی میں "سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم" کے عنوان سے مختلف مساجد میں کانفرنسز کا انعقاد ہوا، تمام کانفرنسز کی سرپرستی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مرکزیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ نے کی۔

**پہلا پروگرام:** ۶ فروری، بمطابق ۱۳ ربیع الاول بروز پیر جامع مسجد اشرفیہ لیاقت اشرف کالونی میں منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز قاری تصور حیات کی تلاوت سے ہوا۔ جناب عرفان سعید نے حمد و نعت پیش کی۔ اس پروگرام کے مہمان خصوصی مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ اور مولانا قاضی منیب الرحمن مدظلہ تھے۔ قاضی صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسلمانوں کی کامیابی حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ اور طریقہ پر ہے، ہم یہی دعوت قادیانیوں کو بھی دیتے ہیں کہ وہ جھوٹے نبی پر لعنت بھیج کر سچے نبی کے دامن سے وابستہ ہوجائیں۔ مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ نے کہا کہ آئندہ بھی ایسی محافل کا انعقاد ہونا چاہئے تاکہ ہم غفلت سے دور رہ کر بیداری والی زندگی گزاریں ورنہ قادیانیت، فتنہ گوہر شاہی اور اسی طرح دیگر فتنے ہمارے ایمان پر ڈاکا ڈال سکتے ہیں۔ پروگرام کا اختتام مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ کی دعا پر ہوا۔ پروگرام کے بعد شرکاء میں لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

**دوسرا پروگرام:** ۷ فروری، بمطابق ۱۴ ربیع الاول بروز منگل جامع مسجد فردوس محمود آباد نمبر ۵ میں منعقد ہوا۔ مسجد انتظامیہ نے پروگرام کے حوالے سے بہترین انتظامات کئے۔ تلاوت قاری تصور حیات نے کی۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض امام مسجد مولانا نصر من اللہ نے بہترین انداز میں انجام دیئے۔ اس پروگرام کی صدارت مولانا خان محمد ربانی نے کی۔ مہمان خصوصی مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد اور مولانا احسن راجہ تھے۔ قاضی صاحب نے انتہائی درد دل سے شرکاء کو قادیانیت کا مسئلہ سمجھایا، قادیانیت کا زہریلا بچھو کس طریقے سے معاشرے میں اپنے زہریلے اثرات منتقل کررہا ہے، بے دینی کا سیلاب کس تیزی کے ساتھ ہمارے گھروں میں پھیل رہا ہے، لیکن ہم نے غفلت کی چادر اوڑھ رکھی ہے۔ قاضی صاحب نے کہا کہ ہماری غفلت اور دین سے دوری کی وجہ سے فتنۂ گوہر شاہی علاقے میں اپنے جھنڈے اور بینرز آویزاں کررہا ہے چند سرپھروں کے علاوہ کسی مسلمان کو فکر ہی نہیں۔ پروگرام کے دوسرے مہمان مولانا احسن راجہ نے اپنی مخصوص آواز اور انوکھے انداز سے سیرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف پہلوؤں کو شرکاء کے سامنے بیان کیا۔ محفل کا اختتام مولانا خان محمد ربانی کی دعا پر ہوا۔ پروگرام میں کثیر تعداد میں عوام نے شرکت کی اسی طرح علاقے کی معزز شخصیات، مولانا محمد بلال، مولانا محمد فیصل، قاری محمد قاسم، قاری سلیم اللہ خالد اور دیگر علماء کرام نے بھی شرکت کی۔

**تیسرا پروگرام:** ۸ فروری، بمطابق ۱۵ ربیع الاول جامع مسجد عائشہ صدیقہ منظور کالونی میں منعقد ہوا۔ قاری محمد عمران نے پرسوز تلاوت اور حمد و نعت محمد عرفان سعید نے پیش کی۔ کانفرنس کے مہمان خصوصی استاذ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کی ملیر شاخ کے مولانا قاضی منیب الرحمن تھے۔ قاضی صاحب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ امت کے ساتھ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا تعلق تھا اور آج امت کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تعلق ہے؟ جتنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق مضبوط ہوگا اتنا ہی ایمان میں نکھار پیدا ہوگا۔ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے اردگرد کے ماحول پر کڑی نگاہ رکھیں تاکہ کوئی فتنہ گر ہمارے ایمان کو ہم سے چھین نہ لے۔ مسلمانوں کا محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے یہ حق بنتا ہے کہ آپ کے دشمن قادیانیوں کی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے۔

**چوتھا پروگرام:** ۹ فروری، بمطابق ۱۶ ربیع الاول جامع مسجد اقصیٰ (پہاڑی والی) مل ٹاؤن میں منعقد ہوا۔ قاری تصور حیات کی تلاوت اور حمد و نعت عمر فاروق اور مفتی حسن صاحب نے پیش کی۔ بیان سے پہلے مسجد کے زیر انتظام مدرسہ تحفیظ القرآن کے طلباء و طالبات میں امتحان کے نتائج کا اعلان ہوا اور اول، دوم اور سوم آنے والوں میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ پروگرام کے مہمان خصوصی مولانا فضل سبحان مدظلہ نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کامل نبی ہیں، اب کسی اور نبی کی قطعی ضرورت نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء علیہم السلام کی صفات اور کمالات سے نوازا گیا۔ آج دنیا سکون کی تلاش میں بھٹکتی پھر رہی ہے، پریشان ہے، مگر سکون نہیں ملتا، سکون ہے تو دین محمدی میں ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں میں ہے، لیکن افسوس کہ ہم نے سائنس کی تحقیق کو تو مان لیا، لیکن حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے فرمودات پر عمل نہ کیا۔ پروگرام کا اختتام مولانا کی دعا پر ہوا۔

**پانچواں پروگرام:** ۱۱ فروری، بمطابق ۱۸ ربیع الاول جامع مسجد مریم عیدگاہ چوک منظور کالونی میں منعقد ہوا، جس کی صدارت پیر طریقت حضرت مولانا حافظ عبدالقیوم نعمانی نے کی۔ تلاوت اور نعت شریف کے بعد حضرت نعمانی صاحب نے کانفرنس کے اغراض و مقاصد شرکاء کے سامنے بیان کئے۔ حلقہ منظور کالونی کے ذمہ دار مولانا محمد بلال کا روح پرور

بیان ہوا۔ پروگرام کے مہمان خصوصی مولانا فضل سبحان مدظلہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ انسان دو چیزوں کا مجموعہ ہے، ایک روح دوسرا جسم، جس طرح جسم کے لئے غذا کی ضرورت ہے اسی طرح روح کے لئے بھی غذا کی ضرورت ہے اور روح کی غذا ذکر اللہ ہے اور انسان اللہ کا ذکر اس وقت کرے گا جب دل ایمان کی باکمال دولت سے منور ہوگا۔ سارا دین حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اس امت کو ملا۔ یہ امت آخری امت ہے اس کے بعد کوئی امت نہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ قرآن کریم آخری کتاب ہے اس کے بعد اور کوئی کتاب قابل قبول نہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نبوت کا دعویٰ کرکے خود بھی گمراہ ہوا اور جو لوگ اس کے نقش قدم پر چلے ان کو بھی گمراہ کیا۔

**چھٹا پروگرام:** ۱۳رفروری، بمطابق ۱۹ربیع الاول جامع مسجد مقدس اعظم ٹاؤن میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت مولانا قاری محمد صدیق سواتی نے کی۔ حلقہ منظور کالونی کے امیر مولانا محمد بلال نے اسٹیج سیکریٹری کے فرائض انجام دیئے۔ حلقہ ملیر کے مبلغ مولانا محمد اسحاق مصطفی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی امت کے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔ پروگرام کے دوسرے مہمان مولانا احسن رفیہ نے رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن، جوانی، قبل النبوت، بعد النبوت کے حالات پر روشنی ڈالی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف انسانوں کے لئے نہیں بلکہ جانوروں اور جنات کے لئے بھی رحمت بن کر آئے۔ آخر میں شرکاء مجلس سے فتنہ قادیانیت کے بائیکاٹ کا عہد لیا گیا۔

**ساتواں پروگرام:** ۱۸رفروری، بمطابق ۲۵ر ربیع الاول جامع مسجد مہتاب شاہ بخاری سولجر بازار میں منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز مولانا نور تاج کی تلاوت سے ہوا۔ حافظ صفت اللہ نے خوبصورت آواز میں ہدیہ حمد ونعت اور شان صحابہؓ پر اشعار کا مجموعہ پیش کیا۔ پروگرام کے مہمان خصوصی مولانا فضل سبحان نے سیرت کے موضوع پر مفصل گفتگو کی۔ خصوصاً شرکاء کو سنت کی اہمیت پر لانے کے لئے واقعات پیش کئے کہ آج ہم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کریں تو ضرور کل قیامت کے دن پاس ہوجائیں گے اور قلبی سکون بھی اسی سنت والی زندگی میں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”من تشبہ بقوم فھو منہ“... جولوگ جس قوم کی مشابہت، نقل اتارتے ہیں کل انہیں کے ساتھ ہوں گے...۔ آج ہم ذرا اپنی زندگی پر نظر دوڑائیں، ہماری خوشی، غمی، ہمارے اخلاق ولباس، کھانا، پینا کس کے طریقے پر ہے؟ اگر حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے اور اگر نبی کے طریقے پر نہیں ہے تو فکر کرنی چاہئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے فتنہ قادیانیت سے متعلق شرکاء کو آگاہ کیا، انہوں نے کہا کہ آج ہمارے پاس ہر کام کے لئے فراغت اور پیسہ ہے نہیں فرصت تو ختم نبوت کے مشن کے لئے نہیں۔ کانفرنس کا اختتام جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے استاذ مولانا محمد فاروق کی دعا پر ہوا۔ یاد رہے کہ اس مسجد میں کافی عرصہ سے مذہبی تنازعات کی وجہ سے کوئی کانفرنس یا محفل نہ ہوئی۔ تقریباً پچاس سال میں پہلی مرتبہ ختم نبوت کانفرنس ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کو ہمیشہ کے لئے جاری فرمائے۔ آمین۔

## منصور اعجاز اگر مسلمان ہیں تو قادیانیت سے برأت کا اظہار کریں: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کراچی (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی، نائب امیر مرکزیہ مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اعجاز مصطفی، مولانا قاضی احسان احمد و دیگر راہنماؤں نے اپنے مشترکہ بیان میں کہا کہ میمو تحقیقاتی کمیشن میں اپنا بیان ریکارڈ کراتے ہوئے منصور اعجاز نے کلمہ طیبہ پڑھا اور اپنے آپ کو مسلمان کہا۔ ہم واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ہر قادیانی دجل وفریب سے کام لیتے ہوئے اور مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے کلمہ طیبہ کی توہین کرتا ہے اور کلمہ طیبہ میں محمد رسول اللہ سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی کو لیتا ہے۔ جیسا کہ ان کی کتابوں میں لکھا ہے۔ منصور اعجاز نے قادیانیوں کی طرح جھوٹ وفریب کا سہارا لے کر اپنا مسلمان ہونا ظاہر کیا ہے۔ جس سے اس نے آئین پاکستان کی بھی خلاف ورزی کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ دنیا جانتی ہے کہ منصور اعجاز اور ان کے آباؤ اجداد سکہ بند قادیانی ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار ہیں۔ جیسا کہ ۱۰ردسمبر ۲۰۱۱ء کے اخبارات میں قادیانی جماعت کے ترجمان سلیم الدین قادیانی کے حوالے سے یہ خبر چھپی ہے کہ ”میموگیٹ اسکینڈل کے مرکزی کردار منصور اعجاز کے والد احمد اعجاز اور ان کے آباؤ اجداد کا تعلق جماعت احمدیہ سے ہے۔“ علماء کرام نے کہا کہ تمام قادیانی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں، کلمہ اور نماز مسلمانوں والا پڑھتے ہیں لیکن اپنے علاوہ تمام مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر واقعی منصور اعجاز مسلمان ہیں، عقیدۂ ختم نبوت پر ان کا ایمان ہے تو قادیانیت سے برأت کا اظہار کریں اور مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذریت کو کذاب اور کافر قرار دیں، اگر ایسا نہیں کرسکتے ہیں تو دنیا بھر کو دھوکا وفریب دے کر ”مسلمان“ کا نام کل استعمال نہ کریں۔

# چھٹی سالانہ ختم نبوت کانفرنس سرائے نورنگ لکی مروت

## کانفرنس میں پانچ افراد نے قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام قبول کیا

سرائے نورنگ (گل رئیس خان) خیبر پختونخواہ کے ضلع لکی مروت میں بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مختلف پروگرامز منعقد ہوتے رہتے ہیں۔ ۱۷ رجنوری ۲۰۱۲ء کو جامع مسجد مجیدی تحصیل نورنگ ضلع لکی مروت میں ''سیرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم'' کے عنوان سے ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کے مہمان خصوصی وکیل احناف حضرت مولانا الیاس گھمن تھے۔ کانفرنس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی جن میں علماء، خطباء، طلباء اور تمام مسلمان بھائی شامل تھے۔ ۱۲ رفروری ۲۰۱۲ء بروز اتوار بمقام جامع مسجد مجیدی سرائے نورنگ میں چھٹی سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس کے مہمان خصوصی حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ تھے۔ یہ کانفرنس تحصیل سرائے نورنگ کی تاریخ کی سب سے کامیاب کانفرنس تھی کیونکہ اس کانفرنس میں پانچ افراد نے قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام قبول کرلیا۔

اسلام لانے والے نومسلم بھائیوں کے نام یہ ہیں: صاحبزادہ عامر ولد ابراہیم، صاحبزادہ روح الامین ولد ظہور احمد، صاحبزادہ مبشر احمد ولد محمد شفیع، صاحبزادہ نصیر احمد ولد عبدالقدوس، صاحبزادہ ضیاء الحسن ولد ظہور احمد۔

۱۲ رفروری بروز اتوار کو نورنگ سٹی میں چھٹی سالانہ ختم نبوت کانفرنس کے موقع پر بازار میں عید کا ساماں تھا، لوگ جوق در جوق آنا شروع ہوگئے، حالانکہ اس دن بادل چھائے ہوئے تھے اور ہلکی ہلکی بارش بھی ہورہی تھی مگر باوجود اس کے جامع مسجد مجیدی سرائے نورنگ میں عوام الناس کا رش بڑھ رہا تھا اور آن ہی آن میں ہزاروں کا مجمع جمع ہوگیا، جن میں سینکڑوں علماء کرام کے علاوہ طلباء، تاجر برادری، مہمانانِ گرامی، سول سوسائٹی اور عام مسلمان بھائیوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

اس کانفرنس کی پہلی نشست کی ابتدا اللہ تبارک وتعالیٰ کے کلام پاک سے ہوئی، تلاوت محمد مبشر نے کی۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا محمد ابراہیم ادھمی نے جبکہ صدارت حاجی امیر صالح خان امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لکی مروت نے کی۔ نعت خواں مولانا حاجی حمید اللہ، فقیر ملک شیراز اور صفدر شاہ نے وقفہ وقفہ سے اپنے نعتیہ کلام سے شرکاء کانفرنس کو محظوظ کیا، اس نشست میں جمعیت علماء اسلام تحصیل نورنگ کے امیر مفتی ضیاء اللہ نے ''ختم نبوت کے لئے ہمارے اکابر علماء کرام کی خدمات اور قربانیاں'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ اسی طرح مولانا عابد کمال، مولانا عزیز الرحمن ثانی، سینیٹر مولانا قاری محمد عبداللہ، سینیٹر نائب صوبائی امیر جے یو آئی خیبر پختونخواہ، مولانا خلیل الرحمن، مولانا عبدالغفار مدرسہ تعلیم الاسلام سرائے نورنگ، مولانا سعد اللہ، مولانا غلام محمد، مولانا عبدالحمید خطیب جامع مسجد اڈہ سرائے نورنگ اور دیگر علماء وخطباء نے ختم نبوت کے مقدس عنوان پر خطاب کیا۔

ظہر کی نماز کے بعد کانفرنس کی دوسری نشست کا آغاز ہوا۔ تلاوت مولانا قاری سیف الرحمن نائب امیر جے یو آئی لکی مروت نے کی، جبکہ صدارت حاجی امیر صالح خان امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لکی مروت کے حصے میں آئی۔ نعتیہ کلام حاجی حمید اللہ، فقیر ملک شیراز اور حافظ نیک دراز خان نے پیش کیا۔ مفتی شہاب الدین پوپلزئی صوبائی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا (جو کہ اس کانفرنس کے مہمان خصوصی تھے)، استاذ حدیث مولانا احمد سعید جامعہ حلیمیہ ہیزو، مولانا مفتی عظمت اللہ بنوی، مولانا سعد اللہ اور دیگر علماء کرام نے خطاب کیا۔ اس کانفرنس میں مولانا عبدالرحیم امیر جے یو آئی لکی مروت، مولانا بشیر احمد حقانی، مولانا اعزاز اللہ، مولانا عاطف اللہ، مفتی اختر علی شاہ، مولانا سفیر اللہ، مولانا محمد گل، مولانا شبیر احمد حقانی، سابق ناظم حیات اللہ خان وزیر اور دیگر علماء اور سول سوسائٹی سے تعلق رکھنے والے تمام مسلمانوں نے شرکت کی۔ مجموعی طور پر کانفرنس انتہائی کامیاب رہی اور عصر تک شرکا کا رش برقرار رہا۔ کانفرنس کے آخر میں مولانا ابراہیم ادھمی نے قراردادیں پیش کیں جو درج ذیل ہیں:

☆ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ممتاز قادری کو فوری طور پر رہا کیا جائے۔

☆ چناب نگر کے رہائشوں کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں۔

☆ چناب نگر کا سب تحصیل کا درجہ برقرار رکھا جائے۔

☆ تمام مسلمان بھائی قادیانی مصنوعات سے مکمل اجتناب کریں۔

☆ قادیانیوں کے ٹی وی چینل مسلم ٹی وی ون اور مسلم ٹی وی ٹو پر پابندی لگائی جائے۔

☆ قادیانیوں کو امتناع قادیانیت آرڈی ننس کا قانون کا پابند بنایا جائے۔

☆ ہم اسلام قبول کرنے والے اپنے نومسلم بھائیوں کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں اور اسلام پر ان کی استقامت کے لئے دعاگو ہیں۔

کانفرنس کے اختتام پر شیخ الحدیث حضرت مولانا سیف اللہ جان نقشبندی مدرسہ تعلیم الاسلام نورنگ نے دعا کرائی۔

REGD. NO. SS-160

# سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سراجیہ کا دو روزہ روحانی و اصلاحی

# اجتماع

عظیم الشان

بیاد
خواجۂ خواجگان قطب الاقطاب
حضرت مولانا خواجہ
**خان محمد** صاحب رحمۃ اللہ علیہ
خانقاہ سراجیہ کندیاں میانوالی

بیاد
ولی کامل عالم باعمل
حضرت مولانا حافظ استاد
**احمد دین** صاحب رحمۃ اللہ علیہ
خانقاہ احمدیہ سراجیہ دادڑہ بالا

زیر نگرانی
ولی کامل حضرت مولانا خواجہ
**رشید احمد** صاحب مدظلہ العالی
خانقاہ سراجیہ
مرکز سراجیہ

زیر سرپرستی
جانشین خواجہ خواجگان
پیر طریقت ولی ابن ولی
حضرت مولانا خواجہ
**خلیل احمد** صاحب مدظلہ العالی
سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

زیر شفقت
جانشین میر کارواں
جگر گوشۂ خواجہ خواجگان
حضرت مولانا خواجہ
**عزیز احمد** صاحب مدظلہ العالی
نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مہمان خصوصی
صاحبزادہ خواجہ
**نجیب احمد** صاحب مدظلہ العالی

مہمان خصوصی
صاحبزادہ خواجہ
**سعید احمد** صاحب مدظلہ العالی

بمقام خانقاہ سراجیہ
دادڑہ بالا شریف ہڑپہ ساہیوال
بروز ہفتہ اتوار
**17 18** مارچ 2012

اوقات کار: 17 مارچ صبح 9:00 سے
18 مارچ سہ پہر 4:00 بجے دعا ہوگی۔

نوٹ: باہر سے تشریف لانے والے شرکاء کیلئے قیام و طعام کا مکمل انتظام ہوگا

اجتماع میں حضرت خواجہ صاحبؒ کے خلفاء عظام، ملک بھر کے جید علماء کرام اور مشہور نعت خواں حضرات تشریف لا رہے ہیں۔ تمام مسلمان حضرات بالخصوص متوسلین سلسلہ پاک بھرپور طریقے سے شرکت کریں۔

الداعی الی الخیر: خدام خانقاہ سراجیہ دادڑہ بالا ہڑپہ ضلع ساہیوال

0333-4348348
0300-4635848
0321-6925210
0303-7531701